روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۶

برکات الدعاء ۔ حجۃ الاسلام ۔ سچائی کا اظہار
جنگِ مقدس ۔ شہادۃ القرآن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بابرکت تصانیف اس سے قبل رُوحانی خزائن کے نام سے ایک سیٹ کی صورت میں طبع ہو چکی ہیں لیکن ایک عرصہ سے نایاب ہونے کی وجہ سے اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ اس رُوحانی مائدہ کو دوبارہ شائع کر کے تشنہ روحوں کی سیرابی کا سامان کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا بیحد احسان ہے کہ اسکی دی ہوئی توفیق سے خلافت رابعہ کے بابرکت دور میں اب ان کتب کو دوبارہ سیٹ کی صورت میں شائع کیا جارہا ہے۔ یہ کتب اکثر چونکہ اُردو زبان میں ہیں اور اُردو دان طبقہ کی اکثریت پاکستان میں ہے اس لئے مناسب تو یہ تھا کہ ان کتب کی اشاعت بھی پاکستان میں ہوتی۔ لیکن ناگزیر مشکلات کی وجہ سے مجبوراً بیرون پاکستان سے ہی ان کی اشاعت کا فیصلہ کرنا پڑا۔

اس ایڈیشن کے سلسلہ میں چند امور قابل ذکر ہیں۔

ا۔ قرآنی آیات کے حوالے موجودہ طرز پر (نام سورۃ : نمبر آیت) نیچے حاشیہ میں دیئے گئے ہیں۔

ب۔ سابقہ ایڈیشن سے محض کتابت کی غلطیوں کی تصحیح کی گئی ہے۔

ج۔ ہاتھ سے لکھی ہوئی انگریزی عبارات کو صاف TYPE میں پیش کیا گیا ہے۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ سعید روحوں کو ان رُوحانی خزائن کے ذریعہ راہِ ہدایت نصیب فرمائے اور ہماری حقیر کوششوں کو قبولیت بخشے۔ آمین

خاکسار

الناشر

۲۰ نومبر ۱۹۸۴ء

مبارک احمد ساقی ایڈیشنل ناظر اشاعت
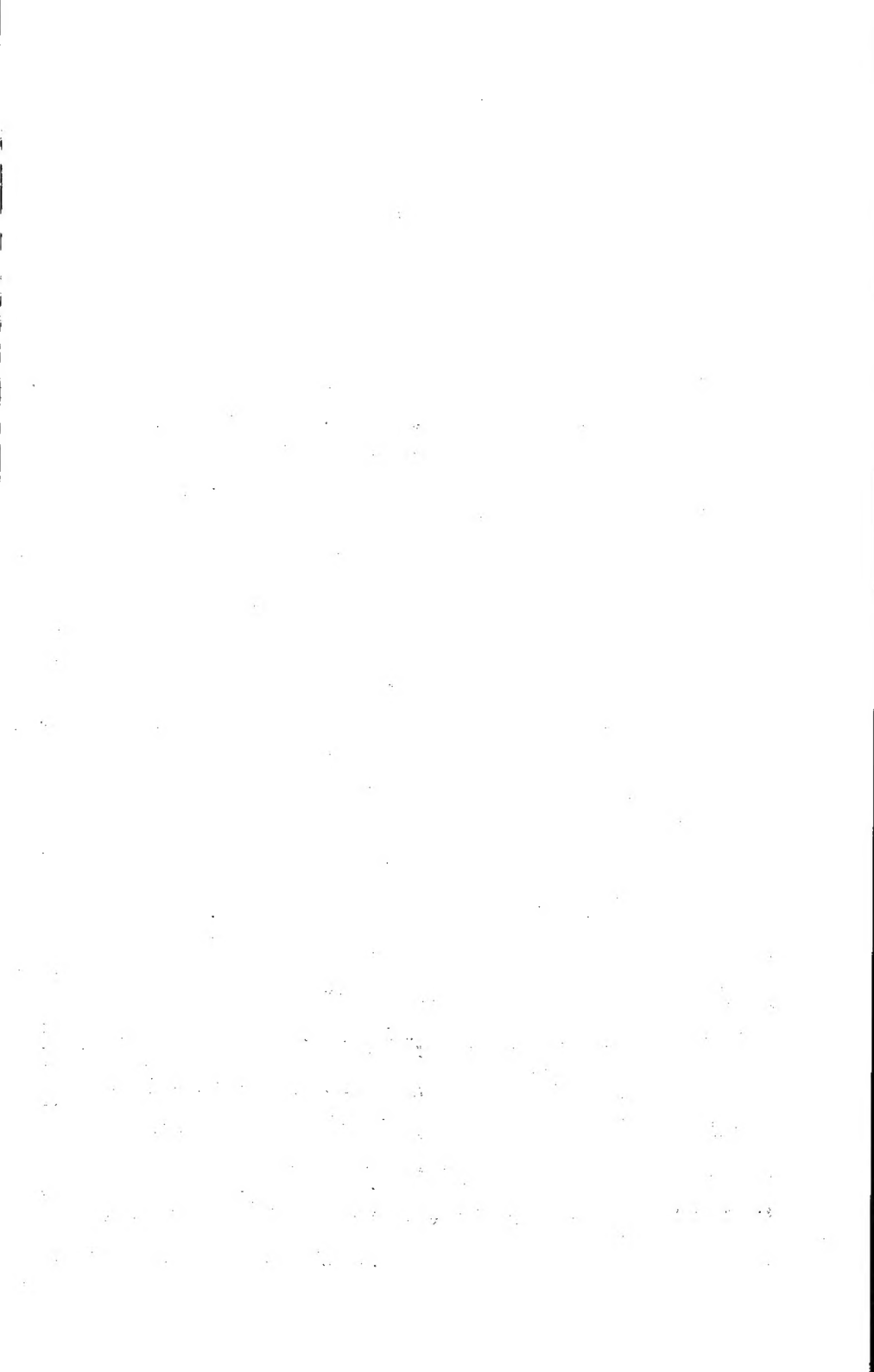
رُوحانی خزائن کی یہ جلد ششم ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پانچ تالیفات برکات الدعا حجۃ الاسلام ۔سچائی کا اظہار ۔جنگ مقدس اور شہادت القرآن پر مشتمل ہے ۔

زمانہ تالیف

"برکات الدعاء" حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپریل ۱۸۹۳ء میں تو "حجۃ الاسلام" اور "سچائی کا اظہار" مئی ۱۸۹۳ء میں تالیف فرمائیں ۔ اور "جنگ مقدس" یعنی مکمل روئیداد مباحثہ مابین اہل اسلام و عیسائیان امرتسر ۲۲ رمئی ۱۸۹۳ء سے شروع ہو کر ۵ رجون ۱۸۹۳ء کو ختم ہوا ۔ "کرامات الصادقین" "تحفۂ بغداد" اور "شہادت القرآن" بھی ۱۸۹۳ء کی تصنیف ہیں لیکن اس خیال سے کہ "شہادت القرآن" اردو میں ہے وہ جلد ششم میں شامل کی گئی ہے ۔ اور کرامات الصادقین اور تحفۂ بغداد ساتویں جلد میں ۔ اس لئے کہ اس جلد کی اور کتب بھی عربی زبان میں ہیں ۔

"برکات الدعاء"

(سرسید احمد خان مرحوم کے رسالہ "الدعاء والاستجابۃ" اور رسالہ "تحریر فی اصول التفسیر" پر ایک نظر)

سرسید احمد خان مرحوم کے متعلق رُوحانی خزائن جلد پنجم میں ہم لکھ چکے ہیں کہ انہوں نے بعض عقائد اسلامیہ کی ایسے رنگ میں تاویلیں کیں جو قرآن مجید کی آیات بیّنہ اور امتِ محمدیہ کے متفقہ مسلّمہ عقائد اسلامیہ کے صریح مخالف تھیں ۔ مثلاً یہ کہ انہوں نے لفظی یا خارجی وحی اور وجود ملائکہ اور استجابت دعا وغیرہ کا انکار کیا ۔ وجود ملائکہ اور وحی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب "آئینہ کمالات اسلام" میں دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ کے ساتھ ان کے خیالات کا ردّ فرمایا ہے اور ملائکہ کے وجود اور اُنکے کاموں پر جس تفصیل کے ساتھ اس میں بحث کی ہے اس کی نظیر متقدمین کی کتب میں بھی نہیں پائی جاتی ۔

یہ ثابت کرنے کے لئے کہ دعا کی حقیقت بجز اس کے کچھ نہیں کہ اضطرار کی جگہ صبر و استقلال کی کیفیت کا پیدا ہو جانا جو لازمۂ عبادت ہے یہی دُعا کا مستجاب ہونا ہے سرسید مرحوم نے ایک رسالہ الدعاء والاستجابۃ لکھا ۔ چونکہ دعا عبادت کا مغز تھی اور اس کے بغیر عبادت بے معنی چیز

ٹھیرتی تھی اور اس کی قبولیت اور اس کے اثر اور خارجی وحی کے انکار سے اللہ تعالےٰ کے ایک لاکھ سے زائد انبیاء اور کئی کروڑ اولیاء کی شہادت کی تکذیب لازم آتی تھی اور ان کے اکثر معجزات اور کرامات کی اصل اور منبع بھی دعاؤں کی قبولیت ہی تھی اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سرسید مرحوم کے اس رسالہ کے جواب میں رسالہ برکات الدعاء لکھا۔ جس میں آپ نے اُن کے پیش کردہ دلائل کو معقولی اور منقولی رنگ میں ردّ کیا۔ اور خارجی وحی اور دعا کی قبولیت کے متعلق اپنا تجربہ پیش کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میں نے دیکھا ہے کہ اس وحی کے وقت جو برنگِ وحیٔ ولایت میرے پر نازل ہوتی ہے ایک خارجی اور شدید الاثر تصرف کا احساس ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ یہ تصرف ایسا قوی ہوتا ہے کہ مجھ کو اپنے انوار میں ایسا دبا لیتا ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ میں اس کی طرف کھنچا گیا ہوں کہ میری کوئی قوت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس تصرف میں کھلا اور روشن کلام سُنتا ہوں۔ بعض دفعہ ملائکہ کو دیکھتا ہوں (نوٹ حاشیہ میں ۔ صرف اتنا ہی نہیں کہ ملائکہ بعض وقت نظر آتے ہیں بلکہ بسا اوقات ملائک کلام میں اپنا واسطہ ہونا ظاہر کرتے ہیں) اور سچائی میں جو اثر اور ہیبت ہوتی ہے مشاہدہ کرتا ہوں۔ اور وہ کلام بسا اوقات غیب کی باتوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور ایسا تصرف اور اثر خارجی ہوتا ہے جس سے خدا تعالیٰ کا ثبوت ملتا ہے۔ اب اس سے انکار کرنا ایک کھلی کھلی صداقت کا خون کرنا ہے۔" صـ۲۹

اور فرمایا:۔

"اگر کوئی وحیٔ نبوت کا منکر ہو اور یہ کہے کہ ایسا خیال تمہارا سراسر وہم ہے تو اسکے منہ بند کرنے والی بجز اس کے نمونہ دکھلانے کے اور کونسی دلیل ہو سکتی ہے۔" صـ۲۵

اور دُعا کے اثر کا ثبوت دینے کے لئے آپ نے تحریر فرمایا:۔

"اگر سید صاحب دعاؤں کے اثر کا ثبوت مانگیں تو مَیں ایسی غلطیوں کے نکالنے کے لئے مامور ہوں۔ مَیں وعدہ کرتا ہوں کہ اپنی بعض دُعاؤں کی قبولیت سے پیش از وقت سید صاحب کو اطلاع دونگا۔ بلکہ چھپوا دونگا مگر سید صاحب وعدہ کریں کہ بعد ثابت ہو جانے میرے دعویٰ کے اس غلط خیال سے رجوع کریں گے۔" صـ۱۲

پھر اس رسالہ کے آخر میں آپ نے پنڈت لیکھرام کے متعلق اپنی ایک قبول شدہ دُعا کا بھی ذکر کر دیا۔ چنانچہ فارسی نظم میں آپ نے سرسید احمد خان مرحوم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

از دُعا کن چارۂ آزار انکارِ دُعا ؛ چوں علاج مے ز مے وقتِ خمار و التہاب

ایکہ گوئی گر دعا ہا را اثر بودے کجاست ؛ سوئے من بشتاب بنمائیم ترا چوں آفتاب

ہاں مکن انکار زیں اسرارِ قدرتہائے حق ؛ قصّہ کوتاہ کن ببیں از ما دُعائے مستجاب

چنانچہ سید مرحوم کی زندگی میں ہی پنڈت لیکھرام کی ہلاکت سے متعلقہ پیشگوئی آفتاب نیمروز کی مانند پوری ہوگئی اور موافق و مخالف نے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی شہادت دی۔

دوسرے رسالہ "تحریر فی اصول التفسیر" میں سرسید مرحوم نے اپنے دوست حریف سے تفسیر کے اصول مانگے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ خدمت بھی میں ہی کر دیتا ہوں۔ کیونکہ بھولے کو راہ بتانا سب سے پہلے میرا فرض ہے۔ آپؑ نے تفسیر کے لئے سات معیار تحریر فرما کر لکھا کہ سید صاحب کی تفسیر ان ساتوں معیاروں سے اکثر مقامات میں محروم و بے نصیب ہے۔

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس فرقہ کی جن کے قائد سرسید مرحوم تھے ان آراءِ زائغہ اور خیالاتِ باطلہ کا ردّ فرمایا جو فلسفۂ مغرب سے متأثر ہو کر اور آیاتِ قرآنیہ کی دور از کار تاویلات کر کے انہوں نے اختیار کئے تھے۔ اگرچہ وہ اپنے خیال میں اسلام کو دشمنوں کے حملوں سے بچانے کی کوشش کر رہے تھے لیکن ناواقفی سے درحقیقت وہ اسلام کی جڑ پر تبر چلا رہے تھے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک طرف ایسے مسلمانوں کو ان کی غلطیوں پر متنبہ کیا اور دوسری طرف دشمنانِ اسلام کو روحانی مقابلہ کے لئے للکارا اور اسلام کی صداقت اور قرآن مجید کا کلامِ الٰہی ہونا بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت کیا۔

"حجۃ الاسلام"

"برکات الدعاء" کے بعد آپؑ نے اپریل ۱۹۰۳ء میں رسالہ "حجّۃ الاسلام" شائع کیا۔ اس رسالہ میں حضورؑ نے ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک اور بعض دوسرے عیسائی صاحبان کو اس عظیم الشان دعوت کے لئے بلایا کہ دُنیا میں زندہ اور بابرکت اور اپنے اندر آسمانی روشنی رکھنے والا مذہب صرف اسلام ہے جس کے ثبوت کے نشان اب بھی اس کے ساتھ ایسے ہی ہیں جیسے کہ پہلے تھے۔ اور عیسائی مذہب تاریکی میں پڑا ہوا ہے اور زندہ مذہب کی علامتیں اُس میں نہیں پائی جاتیں۔ اور ۲۲ رمئی ۱۸۹۳ء کو جو مباحثہ ہونے والا تھا اس کی ضروری شرائط بھی اس رسالہ میں درج کر دی گئی ہیں اور آئندہ کے لئے دونوں مذہبوں میں قطعی فیصلہ کرنے کے لئے کہ اِن میں سے کونسا مذہب سچّا اور زندہ ہے۔ مباحثہ کے علاوہ مباہلہ کرنے اور نشان دکھانے کی بھی عیسائیوں کو دعوت دی گئی ہے اور وہ خط و کتابت بھی

درج کی گئی ہے جو مسلمانان جنڈیالہ اور ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مابین ہوئی۔
اس رسالہ میں مولوی محمد حسین بٹالوی کی نسبت ایک رؤیا کی بنا پر یہ پیشگوئی بھی کی گئی ہے کہ وہ میرے ایمان کو مان لے گا اور اپنی موت سے پہلے میری تکفیر سے تائب ہوگا۔ اور یہ پیشگوئی بزبانِ حال اُس وقت پوری ہوئی جب وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت مباہلہ پر مباہلہ میں شامل نہ ہوا اور حضورؑ نے مباہلہ سے پہلے بذریعہ اشتہار یہ شائع کر دیا تھا کہ

"اگر شیخ محمد حسین دہم ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ کو مباہلہ کے لئے حاضر نہ ہوا تو اُس روز سے سمجھا جائیگا کہ وہ پیشگوئی جو اس کے حق میں چھپوائی گئی تھی کہ وہ کافر کہنے سے توبہ کریگا پوری ہو گئی۔" صہ ۸۲ [1]

اور قولی لحاظ سے اس وقت پوری ہوئی جب مولوی محمد حسین بٹالوی نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے زمانہ میں ضلع گوجرانوالہ کے منصف لالہ دیوکی نندن کے روبرو عدالت میں حلفی شہادت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو مسلمان فرقوں میں سے شمار کیا۔

"سچائی کا اظہار"

ماہ مئی ۱۸۹۳ء میں آپؑ نے رسالہ "سچائی کا اظہار" شائع کیا۔ اس رسالہ میں حضورؑ نے پادری ڈپٹی عبداللہ آتھم رئیس امرتسر کا بشرط مغلوبیت اسلام لانے کا اقرار نامہ درج فرمایا۔ اور ڈاکٹر کلارک کے اشتہار مرقومہ ۱۲ مئی ۱۸۹۳ء کا جو بطور ضمیمہ "نور افشاں" لدھیانہ شائع ہوا تھا ذکر فرمایا۔ اس اشتہار میں ڈاکٹر کلارک نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ مباحثہ سے بچنے کے لئے مسلمانان جنڈیالہ کو اس طرف توجہ دلائی کہ آپ نے جسے اپنا پیشوا مقرر کیا ہے اس کو تو علمائے اسلام کافر اور خارج از اسلام قرار دیتے ہیں اور اس کے جنازہ کو بھی جائز نہیں سمجھتے اور اشاعۃ السنہ کا حوالہ دیا۔ مگر مسلمانانِ جنڈیالہ کی طرف سے میاں محمد بخش صاحب نے انہیں لکھا کہ ہم ایسے مولویوں کو خود مفسد سمجھتے ہیں جو ایک مسلمان مؤید اسلام کو کافر ٹھہراتے ہیں۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا کہ

"تمام مستند علماء جن کو خدا تعالیٰ نے علم و عمل بخشا ہے اور نورِ فراست ایمانیہ عطا کیا ہے وہ میرے ساتھ ہیں اور اس وقت چالیس کے قریب ہیں اور فریق ثانی کے ساتھ اکثر ایسے لوگ ہیں جو صرف نام کے مولوی اور علمی اور عملی کمالات سے تہیدست ہیں۔" صہ ۷۴

مزید برآں حضورؑ نے اس امر کے ثبوت کے لئے علمائے حرمین میں سے تین فاضل بزرگوں کے خطوط

[1] جن صفحات کے نمبر بغیر کسی نام کتاب کے لکھے گئے ہیں وہ روحانی خزائن جلد ششم کے ہیں۔ شمس۔

بھی شائع کئے جنہوں نے آپ کے دعویٰ کی تصدیق کی تھی اور اس رسالہ میں وہ اشتہار بھی درج فرمایا جس میں آپ نے عبدالحق غزنوی کو جس نے خود مباہلہ کے لئے درخواست کی تھی اور دوسرے علماء کو بھی اس کے ساتھ مباہلہ میں شریک ہونے کی دعوت دی۔

جنگ مقدس[1]

کتاب "جنگ مقدس" اس عظیم الشان مباحثہ کی مکمل روئیداد کا نام ہے جو امرتسر میں اہل اسلام اور عیسائیوں کے مابین ۲۲ رمئی ۱۸۹۳ء سے لیکر ۵ رجون ۱۸۹۳ء تک ہوا۔ جس میں اہل اسلام کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور عیسائیوں کی طرف سے ڈپٹی عبداللہ آتھم[2] مناظر تھے۔

اسباب مباحثہ:۔ روحانی خزائن کی جلد اوّل اور سوم میں ہم پنجاب اور ہندوستان کے عیسائی مشنریوں کی مساعی کا ذکر کرچکے ہیں اور لکھ چکے ہیں کہ اس وقت مسیحیت کی تبلیغ عنفوان شباب پر تھی۔ اور مختلف شہروں اور دیہات میں ان کے مشن قائم تھے۔ اور ہندوستانی مسلمان اور دیگر اقوام کے لوگ پے در پے عیسائی ہو رہے تھے۔ یہاں تک کہ یہ خیال کیا جانے لگا تھا کہ چند سالوں میں ہندوستان عیسائیت کی آغوش میں آجائیگا۔ چنانچہ ۱۸۸۸ء میں پنجاب کے لفٹنٹ گورنر چارلس ایچی سن نے بمقام شملہ مسیحی مبلغوں کی ایک میٹنگ میں تقریر کرتے ہوئے کہا

"جس رفتار سے ہندوستان کی معمولی آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے اس سے چار پانچ گنا تیز رفتار سے عیسائیت اس ملک میں پھیل رہی ہے۔ اور اس وقت ہندوستانی عیسائیوں

---

[1] ریورنڈ رابرٹ کلارک نے اپنی کتاب "دی مشنرز آف دی سی۔ ایم۔ ایس ان پنجاب اینڈ سندھ" مطبوعہ سی۔ ایم۔ ایس لنڈن ۱۹۰۴ء میں اس مباحثہ کو "The Great Controversy" یعنی ایک عظیم الشان مباحثہ قرار دیا ہے۔ اور اس مباحثہ کو جنگ مقدس کا نام خود ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے دیا۔ صفحہ ۴۶ و صفحہ ۹۴۔ شمس

[2] عبداللہ آتھم قریباً ۱۸۳۸ء میں بمقام انبالہ پیدا ہوئے اور ۲۸ رمارچ ۱۸۵۳ء کو انہوں نے کراچی میں بپتسمہ لیا۔ اور اسی موقعہ پر انہوں نے اپنے نام کے ساتھ آتھم یعنی گنہگار کا لفظ لگایا۔ پہلے انبالہ۔ ترنتارن اور بٹالہ میں تحصیلدار رہے۔ پھر سیالکوٹ۔ انبالہ اور کرنال میں ای۔ اے۔ سی کے عہدہ پر رہے۔ اور پھر ریٹائرڈ ہونے کے بعد انہوں نے اپنی خدمات امرتسر مشن کو سپرد کردیں اور اسلام کے خلاف چند کتب لکھیں۔ شمس

کی تعداد دس لاکھ کے قریب پہنچ چکی ہے۔" ("دی مشنز" مصنفہ ریورنڈ رابرٹ کلارک)

قبل ازیں ۱۸۵۱ء میں ہندوستانی عیسائی صرف ۹۱۰۹۲ تھے اور ۱۸۸۱ء میں ان کی تعداد ۴۱۷،۳۷،۲ تھی۔ جس زمانہ میں یہ مباحثہ ہوا اس وقت مسیحی مناد عیسائی مشنری یوروپین اور ہندوستانی پنجاب کے بیسیوں مقامات پر لوگوں کو عیسائیت کی طرف دعوت دے رہے تھے اور دجال پورے زور سے دین اسلام کی تباہی کے لئے ہمہ تن مصروف تھا۔ اور علمائے اسلام خواب خرگوش میں تھے۔ سب سے پہلے چرچ مشنری سوسائٹی نے ہندوستان میں ۱۷۹۹ء میں تبلیغی کام شروع کیا تھا۔ لیکن اسوقت بہت سی مشنری سوسائٹیاں کام کر رہی تھیں جن کے ہیڈ کوارٹرز انگلستان جرمنی اور امریکہ وغیرہ ممالک تھے ۱۹۰۱ء میں ان مشنری سوسائٹیوں کی تعداد ۴۷ تھی اور ایک بہت بڑی تعداد مشنریوں کی ایسی بھی تھی جو ان سوسائٹیوں سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔ وسط ایشیا میں عیسائیت کے مشنری کام کے لئے وہ پنجاب کو ایک قدرتی بیس (Base) سمجھتے تھے[1]۔ اور پنجاب کے تیرہ مشہور شہروں میں ان کے بڑے بڑے مشن قائم تھے۔ ان میں سے ایک مشن امرتسر میں قائم تھا۔ یہ مشن چرچ مشنری سوسائٹی نے ۱۸۵۲ء میں قائم کیا تھا۔ اور جنڈیالہ ضلع امرتسر میں عیسائی مشن کی بنیاد ۱۸۵۴ء میں رکھی گئی تھی۔ لیکن جب ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک[2] ایم۔ ڈی۔ بی۔ ایم (ایڈنبرا) ایم آر اے ایس۔ سی ایم ایس ضلع امرتسر کے میڈیکل مشنری انچارج تھے تو انہوں نے ۱۸۸۲ء میں امرتسر میڈیکل مشن کی ایک شاخ جنڈیالہ میں بھی جاری کر دی جو عیسائیت کے فروغ کا نیا دروازہ ثابت ہوئی۔ عیسائی مناد جابجا وعظ کرنے لگے۔ جنڈیالہ کے مسلمانوں میں سے ایک میاں محمد بخش پانڈہ مکتب دیسی تھے وہ باوجود معمولی تعلیم رکھنے کے اُن کے مقابلہ کے لئے کھڑے ہوگئے اور انہوں نے بعض دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی عیسائی منادوں پر سوالات کرنے سکھا دیئے۔ اب جنڈیالہ کے مسلمانوں اور مسیحی منادوں میں گفتگوئیں شروع ہوگئیں۔ آخر جنڈیالہ کے عیسائیوں نے ڈاکٹر کلارک سے صورت حالات کا ذکر کیا تو انہوں نے مسیحیان جنڈیالہ کی طرف سے میاں محمد بخش صاحب کو مخاطب کرکے مسلمانان جنڈیالہ

---

[1] دیکھو "دی مشنز" صفحہ ۲۴۵ و ۱۷ مصنفہ ریورنڈ رابرٹ کلارک۔

[2] یاد رہے کہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک ہی تھے جنہوں نے ۷ راپریل ۱۸۸۵ء کو حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آٹھ سوالات بھیجے تھے جن کا جواب آپ نے ۱۸۸۸ء میں اپنی کتاب "فصل الخطاب" میں دیا اور ۱۸۸۹ء میں ریورنڈ ٹامس ہاول نے جبکہ وہ پنڈدادنخاں میں مشنری تھے جواب دینے کی کوشش کی۔ اور ایک رسالہ "جواب اہل کتاب" لکھا جو اختر ہند پریس امرتسر میں شائع ہوا۔ شمس

کے نام ایک خط لکھا جو اس جلد کے صفحہ ۹ پر درج ہے اس میں ڈاکٹر کلارک نے مسیحیان جنڈیالہ کی طرف سے لکھا کہ

"آپ خواہ خود یا اپنے ہم مذہبوں سے مصلحت کرکے ایک وقت مقرر کریں اور جس کسی بزرگ پر آپ کی تسلی ہو اُسے طلب کریں اور ہم بھی وقت معیّن پر محفل شریف میں کسی اپنے کو پیش کرینگے کہ جلسہ اور فیصلہ امورات مذکورہ بالا کا بخوبی ہو جائے۔"

اور لکھا

"کہ اگر صاحبان اہل اسلام ایسے مباحثہ میں شریک نہ ہونا چاہیں تو آئندہ کو اپنے اسپ کلام کو میدان گفتگو میں جولانی نہ دیں اور وقتِ منادی یا دیگر موقعوں پر حجت بے بنیاد ولاحاصل سے باز آکر خاموشی اختیار کریں۔" صفحہ ۹

یہ خط میاں محمد بخش صاحب کو ۱۱ اپریل ۱۸۹۳ء کو ملا جو انہوں نے مع اپنے خط کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بھیجدیا۔ اور اپنے خط میں حضور سے یہ التماس کی کہ

"اہل اسلام جنڈیالہ اکثر کمزور اور مسکین ہیں۔ اس لئے خدمت شریف عالی میں ملتمس ہوں کہ آنجناب للہ اہل اسلام جنڈیالہ کو امداد فرماؤ۔ ورنہ اہل اسلام پر دھبہ آجائیگا۔"

اس خط کے ملنے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام بہت خوش ہوئے اور میاں محمد بخش صاحب کو اسکا مناسب جواب بھجوانے کے علاوہ اپنے ایک خط ۱۲ اپریل ۱۸۹۳ء کو براہِ راست مسیحیان جنڈیالہ کے نام ڈاکٹر کلارک امرتسر کی معرفت بھیجدیا۔ جس میں آپ نے انکی دعوت مباحثہ مندرجہ مکتوب بنام میاں محمد بخش صاحب کا ذکر کرکے لکھا:-

"کہ جنڈیالہ کے مسلمانوں کا ہم سے کچھ زیادہ حق نہیں۔ بلکہ جس حالت میں خداوند کریم اور رحیم نے اس عاجز کو انہی کاموں کے لئے بھیجا ہے تو ایک سخت گناہ ہوگا کہ ایسے موقعہ پر خاموش رہوں۔ اس لئے میں آپ لوگوں کو اطلاع دیتا ہوں کہ اس کام کے لئے میں ہی حاضر ہوں۔" صفحہ ۱۱

اور تحریر فرمایا کہ

"یہ بحث زندہ مذہب یا مردہ مذہب کی تنقیح کے بارے میں ہوگی اور دیکھا جاویگا کہ جن روحانی علامات کا مذہب اور کتاب نے دعویٰ کیا ہے وہ اب بھی اس میں پائی جاتی ہیں یا نہیں۔"

اور اس امر کا ثبوت اِس طرح پیش کیا جائیگا۔

"اہل اسلام کا کوئی فرد اس تعلیم اور علامات کے موافق جو کامل مسلمان ہونے کے لئے

قرآن کریم میں موجود ہیں اپنے نفس کو ثابت کرے۔ اور اگر نہ کر سکے تو دروغگو ہے نہ مسلمان۔
اور ایسا ہی عیسائی صاحبوں میں سے ایک فرد اس تعلیم اور علامات کے موافق جو انجیل شریف
میں موجود ہیں اپنے نفس کو ثابت کر دکھلائے۔ اگر وہ ثابت نہ کر سکے تو دروغگو ہے نہ عیسائی۔" ص۶۱
اس کے جواب میں ۱۸ راپریل ۱۸۹۳ء کو عیسائیان جنڈیالہ کی طرف سے ڈاکٹر کلارک نے لکھا

"ہمارا دعویٰ نہ آپ سے پر جنڈیالہ کے محمدیوں سے ہے۔ ہم آپ کی دعوت قبول کرنے سے
قاصر ہیں۔ اُن کی طرف ہم نے خط لکھا ہوا ہے۔ اور تاحال جواب کے منتظر ہیں...... اگر وہ
آپ کو تسلیم کر کے اس جنگ مقدس کے لئے اپنی طرف سے پیش کریں تو ہمارا کچھ عذر نہیں بلکہ عین
خوشی ہے۔" ص۶۴

۲۳ راپریل ۱۸۹۳ء کو اس خط کا جواب دیتے ہوئے پادری صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے لکھا کہ میں اپنے چند عزیز دوست بطور سفیر منتخب کر کے آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں
کہ اس پاک جنگ کے لئے آپ مجھے مقابلہ پر منظور فرمائیں گے۔ جب آپ کا پہلا خط جو جنڈیالہ کے بعض مسلمانوں
کے نام تھا مجھکو ملا اور میں نے یہ عبارتیں پڑھیں کہ کوئی ہے کہ ہمارا مقابلہ کرے تو میری روح اس وقت بول اٹھی
کہ ہاں میں ہوں جس کے ہاتھ پر خدا تعالےٰ مسلمانوں کو فتح دے گا۔ اور سچائی کو ظاہر کرے گا۔ وہ حق جو مجھکو
ملا ہے اور وہ آفتاب جس نے ہم میں طلوع کیا ہے وہ اب پوشیدہ رہنا نہیں چاہتا۔ میں دیکھتا ہوں
کہ اب وہ زوردار شعاعوں کے ساتھ نکلے گا۔ اور دلوں پر اپنا ہاتھ ڈالیگا۔ اور اپنی طرف کھینچ لائے گا۔
اور فرمایا :-

"آپ جانتے ہیں کہ جنڈیالہ میں کوئی مشہور اور نامی فاضل نہیں اور یہ آپ کی شان سے
بھی بعید ہوگا کہ آپ عوام سے الجھتے پھریں۔ اور اس عاجز کا حال آپ پر مخفی نہیں کہ آپ
صاحبوں کے مقابلہ کے لئے...... دس سال سے میدان میں کھڑا ہے۔ جنڈیالہ میں میری دانست
میں ایک بھی نہیں جو میدان کا سپاہی تصوّر کیا جائے۔" ص۶۵

اور آپ نے یہ بھی واضح کر دیا۔

"کہ یہ بحث صرف زمین تک محدود نہ رہے بلکہ آسمان بھی اُس کے ساتھ شامل ہو۔ اور
مقابلہ صرف اس بات میں نہ ہو کہ روحانی زندگی اور آسمانی قبولیت اور روشن ضمیری کس مذہب
میں ہے۔ اور میں اور میرا مقابل اپنی اپنی کتاب کی تاثیریں اپنے اپنے نفس میں ثابت کریں۔"
آپؑ کے سفیروں کا وفد اس خط کو لے کر امرتسر پہنچا اور ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک سے اُنکی گفتگو

ہوئی اور شرائط مناظرہ طے ہوگئیں۔ تب ۲۴ ر اپریل ۱۸۹۳ء کو ڈاکٹر کلارک نے آپ کی خدمت میں لکھا کہ

"جناب نے جو مسلمانوں کی طرف سے مجھے مقابلہ کے لئے دعوت کی ہے اس کو میں بخوشی قبول کرتا ہوں۔ آپ کی طرف سے مباحثہ اور شرائط ضروریہ کا فیصلہ کرلیا ہے..... آپ اطلاع بخشیں کہ آپ ان شرائط کو قبول کرتے ہیں یا نہیں۔"

یہ شرائط اس جلد کے صفحہ ۶۷-۶۹ پر درج ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۵ ر اپریل ۱۸۹۳ء کو پادری ڈاکٹر کلارک کو جواباً لکھا کہ

"میں ان تمام شرائط کو منظور کرتا ہوں۔ جن پر آپ کے اور میرے دوستوں کے دستخط ہو چکے ہیں۔" صفحہ ۶۹

منظوری دیتے ہوئے آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ اس مباحثہ کو دونوں مذہبوں میں فیصلہ کُن بنانے کے لئے یہ بھی ہونا ضروری ہے کہ چھ دن کے مباحثہ کے بعد ساتویں دن ایک روحانی مقابلہ بصورت مباہلہ کیا جائے اور فریقین مباہلہ میں یہ دعا کریں

"مثلاً فریق عیسائی یہ کہے کہ وہ عیسیٰ مسیح ناصری جس پر میں ایمان لاتا ہوں وہی خدا ہے اور قرآن انسان کا افترا ہے خدا تعالیٰ کی کتاب نہیں اور اگر میں اس بات میں سچا نہیں تو میرے پر ایک سال کے اندر ایسا عذاب نازل ہو جس سے میری رسوائی ظاہر ہو جائے اور ایسا ہی یہ عاجز دُعا کریگا کہ اے کامل اور بزرگ خدا میں جانتا ہوں کہ درحقیقت عیسیٰ مسیح ناصری تیرا بندہ اور تیرا رسول ہے خدا ہرگز نہیں اور قرآن کریم تیری پاک کتاب اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تیرا پیارا اور برگزیدہ رسول ہے اور اگر میں اس بات میں سچا نہیں تو میرے پر ایک سال کے اندر کوئی ایسا عذاب نازل کر جس سے میری رسوائی ظاہر ہو جائے۔ اور اے خدا میری رسوائی کیلئے یہ بات کافی ہوگی کہ ایک برس کے اندر تیری طرف سے میری تائید میں کوئی ایسا نشان ظاہر نہ ہو جس کے مقابلہ سے تمام مخالف عاجز رہیں۔" صفحہ ۷۰

آسمانی نشان دکھانے کے لئے دعوت

اس کے بعد آپؑ نے وہ اشتہار لکھا جس کا عنوان ہے "ڈاکٹر پادری کلارک کا جنگ مقدس اور انکے مقابلہ کیلئے اشتہار" یہ اشتہار اس جلد کے صفحہ ۴۲-۵۰ پر درج ہے۔ اس میں مختصر طور پر مناظرہ کی طے شدہ شرائط کے ذکر کے علاوہ مباحثہ کے بعد مباہلہ اور نشان نمائی کی دعوت دی گئی ہے۔

مباہلہ کے متعلق حضورؑ نے فرمایا:-

" وہ صرف اسقدر کافی ہے کہ فریقین صرف اپنے مذہب کی تائید کے لئے خدا تعالیٰ سے آسمانی نشان چاہیں - اور ان نشانوں کے ظہور کے لئے ایک سال کی میعاد قائم ہو - پھر جس فریق کی تائید میں کوئی آسمانی نشان ظاہر ہو جو انسانی طاقتوں سے بڑھکر ہو جس کا مقابلہ فریق مخالف سے نہ ہو سکے تو لازم ہو گا کہ فریق مغلوب اس فریق کا مذہب اختیار کرے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے آسمانی نشان کے ساتھ غالب کیا ہے - اور مذہب اختیار کرنے سے اگر انکار کرے ——————— تو واجب ہو گا کہ اپنی نصف جائیداد اس سچے مذہب کی امداد کی غرض سے فریق غالب کے حوالے کردے " صـ ۴۸

اور فرمایا :-

" اگر ایک سال کے عرصہ میں دونوں طرف سے کوئی نشان ظاہر نہ ہو یا دونوں طرف سے ظاہر ہو - تو یہ راقم اس صورت میں بھی اپنے تئیں مغلوب سمجھے گا اور ایسی سزا کے لائق ٹھیرے گا جو بیان ہو چکی ہے - چونکہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوں اور فتح پانے کی بشارات پا چکا ہوں - پس اگر کوئی عیسائی صاحب میرے مقابل آسمانی نشان دکھلاویں - یا میں ایک سال تک نہ دکھلا سکوں تو میرا باطل پر ہونا کھل گیا ..... میری سچائی کے لئے ضروری ہے کہ میری طرف سے بعد مباہلہ ایک سال کے اندر ضرور نشان ظاہر ہو - اور اگر نشان ظاہر نہ ہو تو پھر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوں اور نہ صرف وہی سزا بلکہ موت کی سزا کے لائق ہوں " صـ ۴۹

آپؑ نے نشان نمائی اور مباہلہ کے متعلق مباحثہ کے دوران میں بار بار فریق مقابل کو توجہ دلائی لیکن اُن میں سے کوئی اس روحانی مقابلہ کے لئے آمادہ نہ ہوا - اور عبداللہ آتھم نے تو اپنے ایک خط میں صاف لکھ دیا

" کہ تعلیماتِ قدیمہ کے لئے معجزہ جدید کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس لئے ہم معجزہ کیلئے نہ کچھ حاجت اور نہ استطاعت اپنے اندر دیکھتے ہیں ..... ہاں بہرکیف اگر جناب کسی معجزہ کے دکھلانے پر آمادہ ہیں تو ہم اس کے دیکھنے سے آنکھیں بند نہ کریں گے اور جسقدر اصلاح اپنی غلطی کی آپ کے معجزہ سے کر سکتے ہیں اسکو اپنا فرض عین سمجھیں گے " صـ ۵۲

حضورؑ نے نشان دیکھنے کے بعد بلا توقف مسلمان ہو جانے کی جو شرط لگائی تھی مسٹر عبداللہ آتھم نے اپنے خط مورخہ ۹ رمئی ۱۸۹۳ء میں ان الفاظ میں منظور کر لی کہ

" کہ اگر جناب یا اور کوئی صاحب کسی صورت سے بھی یعنی بہ تحدی معجزہ یا دلیل قاطع عقلی

تعلیماتِ قرآنی کو ممکن اور موافق صفاتِ اقدس ربّانی کے ثابت کر سکیں تو میں اقرار کرتا ہوں کہ مسلمان ہو جاؤنگا۔" صفحہ ۸۰

مباحثہ کی شرائط طے ہو چکیں مسلمانانِ جنڈیالہ نے بھی اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا لیکن پادری آتھم اور دیگر پادریوں کو ڈاکٹر کلارک کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مناظرہ منظور کر لینا پسند نہ تھا چنانچہ شیخ نور احمد صاحب[1] مالک ریاضِ ہند پریس امرتسر اپنے رسالہ "نور احمد" صفحہ ۲۲ میں لکھتے ہیں کہ جب وہ اور مستری قطب الدین صاحب پادری عماد الدین صاحب کے پاس یہ دریافت کرنے کے لئے پہنچے

"کہ کونسے پادری صاحب ہیں جنہوں نے عیسائیوں کی طرف سے مناظرہ میں پیش ہونا ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب سے خط و کتابت شروع کر رکھی ہے۔ کیا آپ اس مناظرہ میں بطور مناظر پیش ہونگے تو انہوں نے کہا کہ میں تو ایسے مناظروں کو فضول سمجھتا ہوں بھلا میں ایسا کیوں کرنے لگا۔ اس پر میں نے اُنکو جنڈیالہ کا واقعہ سنایا تو کہنے لگے ہنری مارٹن کلارک لونڈا ہوگا۔"

اور جب وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نمائندوں کو جو شرائط طے کرنے کے لئے حضورؑ نے امرتسر بھجوائے تھے ریلوے اسٹیشن سے ہی ڈاکٹر کلارک کی کوٹھی پر لے کر پہنچے تو ڈاکٹر کلارک صاحب اپنے اردلی کو برآمدے میں کرسیاں لگا دینے کا حکم دیکر خود دوسرے دروازے سے عبداللہ آتھم کی کوٹھی پر گئے جو قریب ہی تھی۔ اس عرصہ میں میاں محمد بخش صاحب پاندہ بھی جنڈیالہ سے پہنچ گئے تھے۔ ڈاکٹر کلارک نے آتھم صاحب سے جا کر کہا کہ

"قادیان سے چند آدمی جلسہ مناظرہ کی شرائط اور تاریخ وغیرہ طے کرنے کے لئے آئے ہیں۔ آپ چل کر تاریخ و شرائط وغیرہ طے کرلیں۔ آتھم صاحب نے کانوں پر ہاتھ دھرا اور کہا۔ ڈاکٹر صاحب اگر ایک سو دوسرے مولوی ہوتے تو کچھ پرواہ نہ تھی۔ تم نے کہاں بھڑوں کے چھتہ میں ہاتھ

[1] شیخ نور احمد صاحب کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ممبرانِ سفارت میں شامل کیا تھا جو شرائط طے کرنے کیلئے حضورؑ کی طرف سے امرتسر گئے تھے اور شیخ صاحب موصوف ہی ڈاکٹر کلارک سے وقت مقرر کرکے ممبرانِ سفارتؓ کو سٹیشن سے ہی اپنے ساتھ لیکر ڈاکٹر کلارک کی کوٹھی پر پہنچے اور جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام مباحثہ کیلئے امرتسر تشریف لے گئے تھے تو پہلے آپ ہی کے مکان پر فروکش ہوئے تھے۔ بعد میں حاجی محمود صاحب کی درخواست پر جو خان محمد شاہ صاحب مرحوم رئیس امرتسر کے داماد تھے کہ آپ ان کے مکان پر تشریف لے چلیں حضورؑ نے فرمایا کہ شیخ نور احمد صاحب سے اجازت لے لیں تو شیخ صاحب کے حاجی محمود صاحب کو اجازت دینے پر حضورؑ انکے مکان پر تشریف لے گئے تھے۔ امرتسر میں شیخ نور احمد صاحب ہی اس مناظرہ سے متعلقہ امور کو سرانجام دیتے تھے۔ شمس

ڈالدیا۔ مرزا قادیانی کا مقابلہ کرنا اور اُن سے نپٹنا آسان نہیں سخت مشکل کام ہے۔ تم نے ہی یہ فتنہ اُٹھایا ہے۔ تم ہی اس کام کو کرو۔ مَیں ہرگز نہیں جاؤنگا اور نہ اِسمیں شریک ہونگا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ عیسائی قوم کے تم ہی پہلوان ہو۔ تم ہی یہ کام خوش اسلوبی سے سرانجام دے سکتے ہو تمہارے بھروسہ پر مَیں نے یہ کام شروع کیا ہے اور تم اس سے انکار کرتے ہو۔ تمہیں ضرور شامل ہونا پڑیگا۔ آخر پون گھنٹہ کی گفتگو کے بعد بلا تیری دلا کر ڈاکٹر صاحب آتھم صاحب کو ساتھ ہی لے آئے اس گفتگو کا علم عبداللہ آتھم صاحب کے مسلمان خانساماں سے بعد میں ہُوا۔ جب دونوں آئے اور کرسیوں پر بیٹھے تو آتھم صاحب کی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے کہ "لوئے مَیں مر گیا" اس کے بعد شرائط طے ہوئیں۔[1]"

جب پادری آتھم صاحب سے امرتسر اور بٹالہ کے مولویوں نے اُن کی کوٹھی پر جا کر یہ کہا کہ تم نے دوسرے علماء سے بحث کیوں منظور نہ کی۔ مرزا صاحب سے کیوں بحث پر رضامندی ظاہر کی اُن کو تو تمام علماء کافر کہتے ہیں تو انہوں نے اس موقعہ کو غنیمت جان کر ڈاکٹر کلارک سے کہا کہ

"مَیں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ مرزا صاحب سے بحث کرنا آسان نہیں اب یہ موقعہ اچھا ہاتھ آگیا ہے۔ مرزا صاحب کو جواب دیدو اور ان مولویوں سے بے شک مباحثہ کرلو کوئی ہرج نہیں۔[2]"

اسپر ڈاکٹر کلارک نے ۱۲ مئی ۱۸۹۳ء کو ایک اشتہار لکھا جو بطور ضمیمہ "نورافشاں" ۱۴ مئی ۱۸۹۳ء کو شائع ہُوا اور اس اشتہار کی اشاعت سے اُن کی غرض سوائے اس کے کچھ نہ تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مباحثہ نہ ہو۔ اس غرض سے انہوں نے مسلمانانِ جنڈیالہ کو آپ سے بدظن کرنے کے لئے مولوی محمد حسین بٹالوی اور دیگر علماء کے تکفیری فتاویٰ کا ذکر کیا جو "اشاعۃ السنہ" میں شائع ہوئے تھے اور "اشاعۃ السنہ" کی خریداری کے متعلق بھی اعلان کر دیا کہ

"یہ کتاب مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی سے منگوا کر دیکھ سکتے ہیں۔ قیمت ۸ہر ہے۔ لاہور سے مل سکتی ہے۔" صفحہ ۳

اس اشتہار میں ڈاکٹر کلاک نے مسلمانانِ جنڈیالہ کو مخاطب کرکے لکھا:۔

"آپ ایک ایسے بزرگ کو بحث کے لئے پیش کرتے ہیں جنکو ایک محمدی شخص بھی تصور کرنا

---

[1] رسالہ "نور احمد" صفحہ ۲۴ [2] رسالہ "نور احمد" صفحہ ۲۵

مشکل ہے - آپ کن خیالوں میں مبتلا ہو رہے ہیں - کیا آپ نے وہ فتویٰ جو علمائے اسلام پنجاب و ہندوستان نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے حق میں شائع کئے ہیں نہیں دیکھے۔"

نیز لکھا :-

"آپ عجب غفلت میں پڑے ہیں کہ اب تک اس کتاب (یعنی اشاعۃ السنہ - ناقل) کو نہیں دیکھا آفرین آپ پر اور جنڈیالہ کے اہل اسلام کی ہمت پر جس کا جنازہ بھی جائز نہیں اُسی کو اپنا پیشوا مقرر کیا۔ واہ صاحب واہ - آپ کی یہ خوش فہمی۔" ص۴۳

مگر جنڈیالہ کے مسلمانوں نے اس اشتہار سے ذرہ جنبش نہ کھائی اور میاں محمد بخش صاحب نے حضرات پادری صاحبان کو نہایت دندان شکن جواب دیا۔ لکھا

"کہ کوئی مذہب اختلاف سے خالی نہیں - عیسائی بھی اس سے باہر نہیں اور ہم ایسے مولویوں کو خود مفسد سمجھتے ہیں جو ایک مؤید اسلام کو کافر ٹھہراتے ہیں۔" ص۴۴

اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پادریوں پر واضح کر دیا کہ آپ کی تحریریں اور وعدے آپ کی منظور کردہ شرائط ہمارے پاس ہیں - لہذا اب آپ کو یا تو بحث کرنا ہوگی یا شکست تسلیم کرنا ہوگی - اگر آپ دوسرے مولویوں سے بحث کرنا چاہتے ہیں تو پہلے منظور کردہ بحث میں اپنی شکست کا اخبارات میں اعلان کریں -

آخر کار جب پادریوں کو فرار کی کوئی راہ دکھائی نہ دی تو بادلِ ناخواستہ انہیں مباحثہ کا تلخ پیالہ پینا پڑا - اور مباحثہ ڈاکٹر کلارک کی کوٹھی پر فریقین کی منظور شدہ شرائط کے مطابق ۲۲ رمئی ۱۸۹۳ء سے شروع ہو کر ۵ رجون ۱۸۹۳ء کو ختم ہوا -

یہ جنگ مقدس جو کاسر صلیب اور حامیان صلیب کے مابین ہوئی - اس میں میدان اسلام کے پہلوان کے ہاتھ رہا - اور کسر صلیب ایسے رنگ میں ہوا کہ پھر صلیب جُڑنے کے قابل نہ رہی - مسلمان خوش ہوئے اور حامیانِ صلیب کے ہاں صف ماتم بچھ گئی -

مسیح موعودؑ کا روحانی حربہ

احادیث میں آتا ہے کہ مسیح موعود دجّال کو اپنے حربہ (برچھی) کے ایک ہی وار سے قتل کر دے گا اور ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ وہ باب لُدّ میں قتل کریگا - اور لُدّ عربی زبان میں اَلَدّ کی جمع ہے یعنی ایسے لوگ جو جدال اور مباحثہ میں غالب آجائیں - سو اس میں اس طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ مسیح موعودؑ اور آپ کے ساتھی دجّال کو مباحثات کے دروازے سے قتل کریں گے - چنانچہ یہ پیشگوئی اپنی پوری شان سے پوری ہوئی -

کاسرِ صلیب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ابتدائے مناظرہ میں ہی ایک ایسا وار کیا جس سے آپ کا حریف پادری عبداللہ آتھم اور اس کے مددگار آخر دم تک نیم مُردہ کی مانند آئیں بائیں شائیں تو کرتے رہے لیکن حقیقی جواب نہ اُن سے ہو سکتا تھا اور نہ ہُوا۔ آپؑ کا وہ کامیاب وار یہ تھا۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"اس بحث میں نہایت ضروری ہوگا کہ جو ہماری طرف سے کوئی سوال ہو یا ڈپٹی عبداللہ آتھم کی طرف سے کوئی جواب ہو وہ اپنی طرف سے نہ ہو بلکہ اپنی اپنی الہامی کتاب کے حوالہ سے ہو جس کو فریقِ ثانی حجت سمجھتا ہو۔ اور ایسا ہی ہر ایک دلیل اور ہر ایک دعوٰی جو پیش کیا جاوے وہ بھی اسی التزام سے ہو۔ غرض کوئی فریق اپنی اپنی کتاب کے بیان سے باہر نہ جائے جس کا بیان بطور حجت ہو سکتا ہے۔" ص۸۹

سارے مباحثہ کو از ابتدار تا انتہا پڑھ جاؤ۔ یہ امر واضح ہو جائیگا کہ عیسائی مناظر آخر دم تک اس معیار پہ پورا نہیں اتر سکا بلکہ تعجب ہے کہ وہ دعوٰی اور دلیل میں بھی فرق نہیں کر سکا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید سے جو دعوٰی پیش کیا اس کے اثبات میں عقلی دلائل بھی قرآن مجید سے ہی پیش کئے۔

پادریوں کا وار

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دوران مناظرہ میں بار بار زندہ مذہب کی شناخت کا معیار تازہ نشان دکھانا قرار دیا اور یہ کہ مدعی فریق جس کتاب کو الہامی سمجھتا ہے اُس میں مومن کی بیان کردہ علامات کو اپنے وجود میں ثابت کر دکھائے تو وہ پکا مسلمان یا عیسائی ہو سکتا ہے۔ اور خود نہایت زور و شور سے دعوٰی کیا کہ قرآن مجید میں ایمان کی بیان کردہ علامات کو میں اپنے وجود میں ثابت کر دکھاؤں گا اور ایک سال کے اندر اندر جس رنگ میں اللہ تعالیٰ چاہیگا ایسا نشان دکھاؤں گا جس پر فریق مخالف ہرگز ہرگز قادر نہ ہوگا۔

پادری عبداللہ آتھم نے اس دعوت کو قبول کرنے سے بھی پہلوتہی کی۔ لیکن کئی دن کے غور و فکر کے بعد ایک سوچی سمجھی سکیم کے ماتحت اپنی طرف سے ایک ایسا وار کیا جس کے متعلق انہیں یقین تھا کہ اس وار سے فریق مخالف ضرور شکست یافتہ سمجھا جائیگا اور ہمارے ہاں فتح کے نقارے بجیں گے اور وہ وار یہ تھا کہ ۲۶ رمئی ۱۸۹۳ء کے مباحثہ کے دن پادری عبداللہ آتھم نے یہ بیان لکھوایا کہ

"ہم مسیحی پرانی تعلیمات کے لئے نئے معجزات کی کچھ ضرورت نہیں دیکھتے اور نہ ہم اس کی استطاعت اپنے اندر دیکھتے ہیں۔۔۔۔ اور نشانات کا دعوٰی ہم سے نہیں۔ لیکن جناب کو اس کا

بہت سا ناز ہے ہم بھی دیکھنے معجزہ سے انکار نہیں کرتے "

" پس ہم تین شخص پیش کرتے ہیں جن میں ایک اندھا ایک ٹانگ کٹا اور ایک گونگا ہے ان میں کسی کو صحیح وسالم کرسکو کر دو ۔ اور جو اس معجزہ سے ہم پر فرض وواجب ہوگا ہم ادا کریں گے ۔ آپ بقول خود ایسے خدا کے قائل ہیں جو گفتہ قادر نہیں لیکن درحقیقت قادر ہے تو وہ ان کو تندرست بھی کرسکیگا ۔ پھر اس میں تامل کی کیا ضرورت ہے اور ضرور بقول آپ کے راستبازی کے ساتھ ہوگا ۔ ضرور ہوگا ۔ آپ خلق خدا پر رحم فرمائیے جلد فرمائیے ۔ اور آپ کو خبر ہوگی کہ آج یہ معاملہ پڑتا ہے جس خدا نے الہام سے آپ کو یہ خبر دیدی کہ اس جنگ ومیدان میں تجھے فتح ہے اس نے ساتھ ہی یہ بھی بتادیا ہوگا کہ اندھے و دیگر معیبت زدون نے بھی پیش ہونا ہے ۔ سو سب عیسائی صاحبان ومحمدی صاحبان کے روبرو اسی وقت اپنا چیلنج پورا کیجئے " ۔ (۱۵۰-۱۵۱)

فریق مخالف کا یہ وار کا مرصلیب کے مقابلہ میں بیسیوں موافق ومخالف کے روبرو بالکل ایسا ہی تھا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں ساحروں نے اپنے سونٹے اور رسیاں جو حاضرین کو دوڑتی ہوئی نظر آئیں پھینک کر اپنے غالب آنے کا اعلان کر دیا تھا جس سے حضرت موسیٰ کے دل میں بھی ڈر پیدا ہوا کہ کہیں مخلوق خدا پر اُن کی اس ساحرانہ کارروائی کو دیکھ کر حق مشتبہ نہ ہو جائے ۔ تب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اُسی وقت اپنا عصا پھینکنے کا ارشاد فرمایا اور بشارت دی کہ تو ہی غالب اور فتحیاب ہوگا ۔ لیکن اسجگہ مباحثہ کے سُننے والوں کے دلوں میں پریشانی ہوئی ہو تو ہو اور انہوں نے خیال کیا ہو کہ اب اس وار کا کیا جواب دے سکیں گے ۔ اور عیسائی تو دل میں بے انتہا خوشی محسوس کر رہے تھے کہ ہم نے ایسا وار کیا ہے جس کا نتیجہ لازمی طور پر ہماری فتح ہے ۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شیر جو پہلے سے اپنے حی وقادر خدا سے اس جنگ میں فتح کی بشارت پا چکا تھا مطمئن بیٹھا تھا ۔ آپ کے چہرہ پر پریشانی کا کوئی اثر نہ تھا ۔ البتہ بے تابی سے اپنے وقت کا منتظر تھا تا پادریوں کے دجل کو ھباءً منثورًا کرکے دکھا دے ۔ سو جب پادری آتھم اپنا بیان لکھوا چکے اور آپ کے بیان لکھوانے کا وقت آیا تو آپ نے نہایت جلالی رنگ میں اپنا بیان لکھوانا شروع کیا ۔ فرمایا کہ اگر آپ سچے عیسائی ہیں تو بتائیں کہ

" آپ کے مذہب میں حضرت عیسیٰؑ نے جو نشانیاں نجات یا بندوں یعنی حقیقی ایمانداروں کی لکھی ہیں وہ آپ میں کہاں موجود ہیں مثلاً جیسے مرقس ۱۶/۱۷ میں لکھا ہے :-

" اور وے جو ایمان لائیں گے اُن کے ساتھ یہ علامتیں ہونگی ـــ وے بیماروں پر

ہاتھ رکھیں گے تو چنگے ہو جائیں گے۔"

تو اب میں باادب التماس کرتا ہوں۔ اور اگر ان الفاظ میں کچھ درشتی یا مرارت ہو تو اس کی معافی چاہتا ہوں کہ تین بیمار جو آپ نے پیش کئے ہیں یہ علامت تو بالخصوص مسیحیوں کے لئے حضرت عیسیٰؑ قرار دے چکے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر تم سچے ایماندار ہو تو تمہاری یہی علامت ہے کہ بیمار پر ہاتھ رکھو گے تو وہ چنگا ہو جائیگا۔ اب گستاخی معاف۔ اگر آپکو سچے ایمان دار ہونے کا دعویٰ ہے تو اسوقت تین بیمار آپ ہی کے پیشکردہ موجود ہیں۔ آپ ان پر ہاتھ رکھ دیں اگر وہ چنگے ہو گئے تو ہم قبول کر لیں گے کہ بے شک آپ سچے ایماندار اور نجات یافتہ ہیں۔ ورنہ کوئی قبول کرنے کی راہ نہیں کیونکہ حضرت مسیح تو یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر تم میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوتا تو اگر تم پہاڑ کو کہتے کہ یہاں سے چلا جا تو وہ چلا جاتا ۔ مگر خیر میں اسوقت پہاڑ کی نقل مکانی تو آپ سے نہیں چاہتا کیونکہ وہ ہماری اسجگہ سے دُور ہیں۔ لیکن یہ تو بہت اچھی تقریب ہو گئی ہے کہ بیمار تو آپ نے ہی پیش کر دیئے۔ اب آپ اِن پر ہاتھ رکھو اور چنگا کر کے دکھاؤ۔ ورنہ ایک رائی کے دانہ کے برابر ایمان بھی ہاتھ سے جاتا رہیگا۔

مگر آپ پر یہ واضح رہے کہ یہ الزام ہم پر عائد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللّٰہ جلشانہٗ نے قرآن کریم میں ہماری یہ نشانی نہیں رکھی کہ بالخصوص تمہاری یہی نشانی ہے کہ جب تم بیماروں پر ہاتھ رکھو گے تو چنگے ہو جائیں گے۔ بلکہ فرمایا ہے کہ میں اپنی رضا اور مرضی کے موافق تمہاری دعاؤں کو قبول کرونگا۔ اور کم سے کم یہ کہ اگر ایک دُعا قبول کرنے کے لائق نہ ہو اور مصلحتِ الٰہی کے مخالف ہو تو اس میں اطلاع دی جائیگی یہ کہیں نہیں فرمایا کہ تم کو یہ اقتدار دیا جائے گا کہ اقتداری طور پر جو چاہو کر گذرو گے۔ مگر مسیح کا تو یہ حکم معلوم ہوتا ہے کہ وہ بیماروں وغیرہ کے چنگا کرنے میں اپنے تابعین کو اختیار بخشتے ہیں جیسا کہ متی باب ۱۰ میں لکھا ہے . . . . .

اب یہ آپ کا فرض اور آپ کی ایمانداری کا ضروری نشان ہو گیا کہ اِن بیماروں کو چنگا کر کے دکھلا دیں یا یہ اقرار کریں کہ ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ہم میں ایمان نہیں . . . . . اور آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ اب بھی حضرت مسیح زندہ حی و قیوم قادرِ مطلق عالم الغیب دن رات آپکے ساتھ ہے جو چاہو وہی دے سکتا ہے۔ پس آپ حضرت مسیح سے درخواست کریں کہ اِن تینوں بیماروں کو آپکے ہاتھ سے اچھا کر دیویں تا نشانی ایمانداری کی آپ میں باقی رہ جاوے۔ ورنہ یہ تو مناسب نہیں کہ ایک طرف تو اہلِ حق کے ساتھ بحیثیت عیسائی ہونے کے مباحثہ کریں اور جب سچے عیسائی

کے نشان مانگے جائیں تب کہیں کہ ہم میں استطاعت نہیں اس بیان سے تو آپ اپنے پر اقبالی ڈگری کراتے ہیں کہ آپ کا مذہب اس وقت زندہ مذہب نہیں ہے۔ لیکن ہم جسطرح پر خدا تعالےٰ نے ہمارے سچے ایماندار ہونے کے نشان ٹھہرائے ہیں۔ اس التزام سے نشان دکھانے کو تیار ہیں اگر نہ دکھلا سکیں تو جو سزا چاہیں دے دیں۔ اور جس طرح کی چھری چاہیں ہمارے گلے پر پھیر دیں۔" ص۱۵۳-۱۵۵

اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ خود حضرت مسیحؑ بھی اقتداری نشان دکھلانے سے عاجز رہے جیسا کہ مرقس ۸/۱۱-۱۲ میں لکھا ہے :-

"تب فریسی نکلے اور اس سے حجت کر کے یعنی جس طرح اسوقت مجھ سے حجت کی گئی اس کے امتحان کے لئے کوئی نشان چاہا یعنی جس طرح اب اسوقت مجھ سے حجت کی گئی اُس کے امتحان کے لئے کوئی نشان چاہا۔ اُس نے اپنے دل سے آہ کھینچکر کہا کہ اس زمانہ کے لوگ کیوں نشان چاہتے ہیں۔ مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ اس زمانہ کے لوگوں کو کوئی نشان نہ دیا جائیگا۔ پھر اس سے بھی عجیب طرح کا ایک اَور مقام دیکھیئے کہ جب مسیحؑ صلیب پر کھینچے گئے تو تب یہودیوں نے کہا۔ اسنے اَوروں کو بچایا پر آپ کو نہیں بچا سکتا۔ اگر اسرائیل کا بادشاہ ہے تو اَب صلیب سے اُتر آوے تو ہم اسپر ایمان لے آویں گے ..... لیکن مسیح اُتر نہ سکے۔" ص۱۵۵-۱۵۶

نیز فرمایا۔ برعایت شرائط بحث کے

"میرے مخاطب اس بارہ میں ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب ہیں۔ صاحب موصوف کو چاہیئے کہ انجیل شریف کی علامات قرار دادہ کے موافق سچا ایماندار ہونے کی نشانیاں اپنے وجود میں ثابت کریں۔ اور اس طرف میرے پر لازم ہوگا کہ مَیں سچا ایماندار ہونے کی نشانیاں قرآن کریم کی رُو سے اپنے وجود میں ثابت کروں۔ مگر اسجگہ یاد رہے کہ قرآن ہمیں اقتدار نہیں بخشتا بلکہ ایسے کلمہ سے ہمارے بدن پر لرزہ آتا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ کس قسم کا نشان دکھائے گا وہی خدا ہے سوا اس کے اَور کوئی خدا نہیں۔ ہاں یہ ہماری طرف سے اس بات کا پختہ عہد ہے جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ نے میرے پر ظاہر کر دیا ہے کہ ضرور مقابلہ کے وقت فتح پاؤنگا۔ مگر یہ معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کس طور سے نشان دکھلائیگا اصل مدعا تو یہ ہے کہ نشان ایسا ہو کہ انسانی طاقتوں سے بڑھ کر ہو۔" ص۱۵۱

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ جواب لکھوانا تھا کہ پادریوں نے ان پیشکردہ بیماروں کو مجلس سے

ایسے طور پر غائب کر دیا کہ گویا انہیں زمین نگل گئی۔ اور پادریوں کی یہ ساحرانہ کاروائی بالکل اکارت اور بے فائدہ گئی۔ اور ہمیشہ کے لئے اُن کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ثابت ہوئی اور خدا تعالیٰ کے جری پہلوان کاسرِ صلیب کی نمایاں فتح کا موجب بنی۔

نشان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ سے نشان دکھانے کے لئے تضرع و ابتہال سے کی ہوئی دُعائیں آخر کار پایۂ قبولیت کو پہنچیں اور اللہ تعالےٰ نے فریق مخالف سے متعلق آپ کو اس نشان سے اطلاع دی جو اس جلد کے ص ۲۹۱-۲۹۲ پر درج ہے۔ اور جس کی تفصیل ہم کتاب انجامِ آتھم کی اشاعت کے وقت لکھیں گے۔

الغرض یہ جنگ مقدس جو دجالی گروہ اور مسیح موعودؑ کے درمیان ہوئی اس نے صلیبی مذہب کو پاش پاش کر دیا اور دلائل و براہین کی رو سے دجّال ہمیشہ کے لئے قتل کر دیا گیا

اِس مباحثہ کے نتائج

اِس مباحثہ کے خوشگوار نتائج ایام مباحثہ میں ہی ظاہر ہونے شروع ہوگئے۔ چنانچہ ایام مباحثہ میں میاں نبی بخش رفوگر و سوداگر پشمینہ امرتسر اور ہمارے اُستاد ماہر فقہ و حدیث عالم باعمل حضرت قاضی امیر حسینؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ قاضی صاحب جو اُن دنوں مدرسہ اسلامیہ امرتسر میں مدرس تھے اُن کے احمدی ہونے سے مولویوں کے گھر میں شور برپا ہوگیا[1]

اِسی طرح کرنل الطاف علی خان صاحب رئیس کپورتھلہ جو عیسائیت اختیار کر چکے تھے۔ اور بوقت مباحثہ عیسائیوں کی طرف بیٹھے تھے اسلام لے آئے اور عیسائی پادریوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ اُنکا مدِ مقابل حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلام کا ایک بے نظیر پہلوان ہے اور جو علم کلام ان کے مذہب کی تردید اور اسلام کی تائید میں اس نے پیدا کیا ہے وہ ایک ایسا حربہ ہے جس کے وار سے کسرِ صلیب کا ہونا ایک یقینی امر ہے۔ پس اس عظیم الشان مباحثہ میں نامور پادریوں کی شکست اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس رنگ میں اسلام کو زندہ مذہب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

---

[1] رسالہ نور احمد ص ۳۰
[2] ریویو آف ریلیجنز اردو جنوری ۱۹۴۰ء

زندہ نبی اور قرآن مجید کو زندہ کتاب کے طور پر پیش کیا۔ وہ ایسے امور نہ تھے جن سے عیسائی دنیا متأثر نہ ہوتی۔ چنانچہ انگلستان جس کی کئی مشنری سوسائٹیاں پنجاب اور ہندوستان میں کام کر رہی تھیں متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ چنانچہ ۱۸۹۴ء میں دنیا بھر کے پادریوں کی جو عظیم الشان کانفرنس لنڈن میں منعقد ہوئی اس کے ایک اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے لارڈ بشپ آف گلوسٹر ریورنڈ چارلس جان ایلی کوٹ نے کہا:-

"اسلام میں ایک نئی حرکت کے آثار نمایاں ہیں۔ مجھے اُن لوگوں نے جو خاص تجربہ رکھتے ہیں بتایا ہے کہ ہندوستان کی برطانوی مملکت میں ایک نئی طرز کا اسلام ہمارے سامنے آ رہا ہے اور اس جزیرے میں بھی کہیں کہیں اس کے آثار نظر آ رہے ہیں .... یہ اُن بدعات کا سخت مخالف ہے جن کی بنا پر محمد (صلعم) کا مذہب ہماری نگاہ میں قابلِ نفرین قرار پاتا ہے۔ اس نئے اسلام کی وجہ سے محمد (صلعم) کو پھر وہی پہلی سی عظمت حاصل ہوتی جارہی ہے۔ یہ نئے تغیرات بہ آسانی شناخت کئے جا سکتے ہیں۔ پھر یہ نیا اسلام اپنی نوعیت میں مدافعانہ ہی نہیں بلکہ جارحانہ حیثیت کا بھی حامل ہے۔ افسوس ہے تو اس بات کا کہ ہم سے بعض ذہن اس کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔"[۵۱]

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ پر ابھی چار سال ہی گذرے تھے کہ پادریوں کے دلوں پر آپ کا رُعب چھا گیا۔ اور مسیحی دنیا کو محسوس ہو گیا کہ اسلام کے غلبہ اور عیسائیت کی شکست کا وقت آ پہنچا۔

شہادت القرآن

ایک صاحب عطا محمد نام نے جو امرتسر کے ضلع کی کچہری میں اہلمد تھے اور وفات مسیح کے قائل تھے لیکن کسی مسیح کے اِس امت میں آنے کے منکر تھے اگست ۱۸۹۳ء میں اپنے مطبوعہ خط کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا کہ اس بات پر کیا دلیل ہے کہ آپ مسیح موعود ہیں یا کسی مسیح کا انتظار کرنا ہم کو واجب و لازم ہے۔ مسیح موعود کے آنے کی پیشگوئی گو احادیث میں موجود ہے مگر احادیث کا بیان میرے نزدیک پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔ کیونکہ احادیث زمانۂ دراز

---

۵۱ دی آفیشل رپورٹ آف دی مشنری کانفرنس آف دی انگلیکن کمیونین ۱۸۹۴ء صفحہ ۶۴

کے بعد جمع کی گئی ہے اور اکثر مجموعہ احاد ہے۔ جو مفید یقین نہیں۔

چونکہ سوال اہم تھا اس لئے حضورؑ نے اس سوال کے جواب میں سائل کی حالت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے رسالہ شہادت القرآن" لکھا اور مندرجہ ذیل تین امور تنقیح طلب قائم کرکے مفصل جواب دیا۔

اوّل یہ کہ مسیح موعود کے آنے کی خبر جو حدیثوں میں پائی جاتی ہے کیا یہ اس وجہ سے ناقابلِ اعتبار ہے کہ حدیثوں کا بیان مرتبہ یقین سے دُور و مہجور ہے۔

دوسرے یہ کہ کیا قرآن کریم میں اس پیشگوئی کے بارے میں کچھ ذکر ہے یا نہیں۔

تیسرے یہ کہ اگر یہ پیشگوئی ایک ثابت شدہ حقیقت ہے تو اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ اس کا مصداق یہی عاجز ہے۔

اِن تینوں تنقیحات کو بدلائل بیّنہ واضح کرکے آخر میں لکھا:۔

" اگر یہ تمام ثبوت میاں عطا محمد صاحب کے لئے کافی نہ ہوں تو پھر طریق سہل یہ ہے کہ اس تمام رسالہ کو غور سے پڑھنے کے بعد بذریعہ کسی چھپے ہوئے اشتہار کے مجھکو اطلاع دیں کہ میری تسلّی ان امور سے نہیں ہوئی اور مَیں ابھی تک افترا سمجھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ میری نسبت کوئی نشان ظاہر ہو تو مَیں انشاء اللہ القدیر اُن کے بارے میں توجہ کرونگا اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کسی مخالف کے مقابل پر مجھے مغلوب نہیں کریگا۔ کیونکہ مَیں اس کی طرف سے ہوں اور اُسکے دین کی تجدید کے لئے اُس کے حکم سے آیا ہوں۔ لیکن چاہیئے کہ وہ اپنے اشتہار میں مجھے عام اجازت دیں کہ جس طور سے مَیں اُن کے حق میں الہام پاؤں اُس کو شائع کردوں۔"

اِس کے بعد میاں عطا محمد صاحب نے خاموشی اختیار کی۔ مگر ان کا یہ سوال دریافت کرنا اس لحاظ سے خیر و برکت کا موجب ہُوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا جو جواب رقم فرمایا وہ بہت سے طالبانِ حق کی ہدایت اور قلبی اطمینان کا باعث ہُوا۔

خاکسار
جلال الدین شمس

انڈیکس مضامین

انڈکس رُوحانی خزائن جلد ششم

مرتبہ مولوی جلال الدین شمسؔ ربوہ

فہرست مضامین "برکات الدعاء"

الف

اللہ تعالیٰ

ہر چیز اللہ تعالیٰ کی آواز سنتی ہے۔ ہر ایک چیز پر خدا تعالیٰ کا تصرف ہے۔ حاشیہ صفحہ ۳

احمدیہ جماعت

ا۔ احمدیہ جماعت میں زیادہ تر شامل ہونے والے نو تعلیم یافتہ ہیں۔ اور یہ گروہ صداقتوں کو بڑے شوق سے قبول کرتا جاتا ہے بلکہ نو تعلیم یافتہ یورشین انگریزوں کا گروہ جن کی سکونت مدراس کے احاطہ میں ہے ہماری جماعت میں شامل اور تمام صداقتوں پر یقین رکھتے ہیں صفحہ ۳-۴

ب۔ خدا تعالیٰ کی پسندیدہ جماعت میں داخل ہونے کے لئے دعوت۔ صفحہ ۲۴

استجابت دُعا

استجابت دُعا کی حقیقت سید صاحب کے نزدیک اور مسیح موعودؑ کا جواب۔ صفحہ ۱ دیکھو "دُعا"

اشتہار

اشتہار درباره کتاب براہین احمدیہ صفحہ ۳۸-۴۰ نیز دیکھو "براہین احمدیہ"

اشعار دیکھو "شعر"

الہام

میں تجھے برکت پر برکت دونگا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ صفحہ ۳۵

امراء و رئیسان و والیان ارباب حکومت کیلئے اعلان

دینی مدد کے لئے حوصلہ بغیر صدق نہیں ہوتا اسلئے آزمائش چاہیں تو اپنے بعض مقاصد اور مشکلات کیلئے دُعا کیلئے لکھیں لیکن تصریح کریں کہ وہ مطلب پورا ہونیکے بعد اسلام کی راہ میں کتنی مالی مدد کریں گے اور بشرطیکہ تقدیر مبرم نہ ہو خدا تعالیٰ میری دعا سُننے گا اور مجھ کو الہام کے ذریعہ سے اطلاع دیگا صفحہ ۳۵-۳۶

انسان کامل

ا۔ انسان کامل خدا تعالیٰ کے روح کا جلوہ گاہ ہوتا ہے اور جب کبھی کامل انسان پر جلوہ کا عین وقت ہوتا ہے تو اسوقت ہر ایک چیز اس سے ڈرتی ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ سے۔ اُس وقت اُس کو درندہ کے آگے ڈالدو یا آگ میں اس کے ڈالدو وہ کچھ نقصان نہیں اٹھائیگا۔ صفحہ ۳ حاشیہ

ب۔ انسان کامل مظہر اتم تمام عالم کا ہوتا ہے وہ رُوحانی عالم کا ایک عنکبوت ہوتا ہے اور تمام عالم اس کی تاریں ہیں اور خوارق کا یہی سِتر ہے۔ ص ۳۱ حاشیہ

انگریز

انگریزی قوم کے لئے دُعا کہ اُنکے گورے وسپید مُنہ جس طرح دنیا میں خوبصورت ہیں آخرت میں بھی نورانی و منوّر ہوں۔ ص ۴۰

(اخبار) انیس ہند میرٹھ

ا۔ جس نے پنڈت لیکھرام والی پیشگوئی پر اعتراض کیا اور اُس کا جواب۔

ب۔ اس کے اعتراض کہ اب ایسی پیشگوئیوں کا زمانہ نہیں ہے کا جواب کہ مَیں دیکھتا ہوں کہ زیادہ تر میری طرف رجوع کرنے والے اور مجھ سے فائدہ اُٹھانے والے نوتعلیمیافتہ لوگ ہیں۔ ص ۴۲

ب

برکات الدعا

سید احمد خان صاحب کے سی ایس آئی کے خیالات کے ردّ میں۔ ص ۱

براہین احمدیہ

ا۔ براہین احمدیہ کے بارے میں اشتہار

ب۔ خلاصہ مطلب کہ دنیا میں منجانب اللہ اور سچّا مذہب فقط اسلام ہے

ج۔ اس میں دین و دنیا کی سچائی کو دو طرح ثابت کیا گیا ہے۔ اوّل تین سو مضبوط دلائل قویہ عقلیہ سے۔ دوم آسمانی نشانوں سے۔

د۔ تین قسم کے نشانات۔ اوّل وہ نشان جو آنحضرتؐ کے زمانہ میں ظاہر ہوئے۔ دوم جو خود قرآن شریف کا دائمی اور ابدی اور بے مثل طور پر پایا جانا۔ سوم وہ نشان جو کتاب اللہ کی پیروی اور متابعت رسول برحق سے کسی شخص کو بطور وراثت ملتے ہیں۔ ص ۳۸-۳۹

پ

پیشگوئی متعلقہ لیکھرام دیکھو لیکھرام

دیکھو لیکھرام

ت

تحریر فی اصول التفسیر رسالہ مؤلفہ سید احمد خان صاحب پر ایک نظر

ص ۵

تحریک

ا۔ اپنے کام کی نصرت اور تالیفات کے لئے سرمایہ جمع کرنے کے لئے امراء و رئیسان و منعمان ذی مقدرت و والیان ارباب حکومت و منزلت کو تحریک ص ۳۴-۳۶

تفسیر

آیت ادعونی استجب لکم میں سر سید احمد خان صاحب کے نزدیک دُعا سے عبادت اور استجابت سے قبولیتِ عبادت مراد ہے۔ ص ۹

جواب از حضور مسیح موعودؑ۔ اس آیت میں دُعا سے مُراد فرض عبادت ہے کیونکہ

ا۔ دُعائیں فرض میں داخل نہیں اور یہاں صیغہ امر فرضیت پر بڑا قرینہ ہے۔

ب۔ بحالت نافرمانی آیت میں عذاب جہنم کی وعید اسکے ساتھ لگائی گئی ہے۔ ص ۱۲

ج۔ اگر ہر دُعا عبادت ہوتی تو حضرت نوح علیہ السلام کو لا تسئلن اور انی اعظک ان تکون من الجاھلین کا تازیانہ کیوں لگتا۔ ص ۱۳

د۔ سب دُعاؤں کے لئے قبولیت کا وعدہ نہیں۔

بلکہ بمطابق آیت فیکشف ما تدعون الیہ ان شاء چاہوں تو قبول کروں یا نہ کروں کا ہی ص ۱۳

ھ۔ اگر ادعونی میں دُعا سے مراد دُعا ہی لی جائے تو پھر وہ دُعا مراد ہے جو بجمیع شرائط ہو۔ اور تمام شرائط کو جمع کر لینا انسان کے اختیار میں نہیں۔ ص ۱۳ نیز دیکھو "دُعا"

تفسیر قرآن کے سات معیار

معیار اوّل تفسیر صحیح کا شواہد قرآنی ہیں ص ۱۷

دوم۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تفسیر

سوم۔ صحابہؓ کی تفسیر

چہارم۔ خود اپنا نفس مطہر کر کے قرآن میں غور کرنا۔ لا یمسہٗ الا المطہرون ص ۱۸

پنجم۔ لغت عرب

ششم۔ روحانی سلسلہ کے سمجھنے کے لئے سلسلہ جسمانی ہے۔ دونوں میں کلّی تطابق ہے ص ۱۹

ہفتم۔ وحی ولایت اور مکاشفات محدثین ہیں ص ۱۹

تفسیر سر سید

سید صاحب کی تفسیر ان ساتوں معیاروں سے اکثر مقامات میں محروم و بے نصیب ہے ص ۲۵

تقدیر

ا۔ تقدیر نے علوم کو ضائع اور بے حرمت نہیں کیا اور نہ اسباب کو بے اعتبار کر کے دکھلایا۔ غور کرو تو یہ جسمانی اور روحانی اسباب بھی تقدیر سے باہر نہیں۔ ص ۱۱

ب۔ سید صاحب نے دوسرے رسالہ تحریر فی

اصول التفسیر میں مقدرِ حقیقی کی حکومت تمام چیزوں پر سے اٹھا دی ہے کہ وہ اپنے خواص میں تابع مرضی مالک نہیں رہیں اور اُس سے ان میں تغیر و تبدل کا کوئی اختیار نہیں رہا۔ ص ۱۶ و ۱۷

توحید باری

تمام اشیاء کو شے واحد کی طرح پیدا کیا تا وہ موجد واحد کی وحدانیت پر دلالت کریں اور اسی وحدانیت کے لحاظ سے نیز اپنی قدرتِ غیر محدود کے تقاضا سے استحالات کا مادہ اُن میں رکھا۔ ص ۲۸ و ۲۹ حاشیہ

خ

خوارق عادت

اولیاء اللہ سے خوارق عادت امور کے ظہور کی وجہ ص ۳۰ حاشیہ

د

دُعا

۱۔ دُعائے مستجاب کا نمونہ پیشگوئی متعلقہ لیکھرام ص ۱-۲

۲۔ "الدعاء والاستجابۃ" رسالہ مؤلفہ سر سید احمد خان پر ایک نظر۔ ص ۵

۳۔ سر سید احمد خان صاحب کا استجابۃ دُعا سے انکار کی وجہ (الف) آیت ادعونی استجب لکم میں استجابت کا وعدہ کیا ہے مگر ہزاروں دُعائیں قبول نہیں ہوتیں (ب) ہونے والے اور نہ ہونے والے امور مقدر ہیں۔ جن امور کا ہونا مقدر نہیں استجب لکم کا وعدہ ان پر صادق نہیں آ سکتا۔ (ج) آیت میں دعا سے مراد عبادت ہے اور دعا کی حقیقت بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک عبادت تصور

ہوکر اس پر ثواب مترتب ہوتا ہے اور اضطرار کی جگہ صبر و استقلال کی کیفیت کا دل میں پیدا ہو جانا جو لازمہ عبادت ہے۔ یہی دُعا کا مستجاب ہوتا ہے ص ۵-۷

۴ جواب از حضرت مسیح موعودؑ :-

ا - تقدیر اور دعا۔ مقدر کا لحاظ کرکے تو پھر دوا کرنا اور نہ کرنا بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے جیسے دُعا اور ترکِ دُعا۔ لیکن سید صاحب باوجود تقدیر کے قائل ہونے کے دواؤں کے اثر کے منکر نہیں ص ۷-۹

ب - قضاء و قدر کو اللہ تعالیٰ نے اسباب سے وابستہ کر دیا ہے اور اس کی تفصیل۔ ص ۸-۹

ج - دعا کی ماہیت اور اس کا اثر۔

۱ - دُعا ایک سعید اور اس کے ربّ میں تعلق جاذبہ ہے۔ الخ ص ۹

۲ - کامل کی دُعا میں ایک قوتِ تکوین پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی باذنہ تعالیٰ وہ عالم علوی اور سفلی میں تصرف کرتی ہے۔ ص ۱۰

۳ - اعجاز کی بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابت دُعا ہی ہے۔ معجزاتِ انبیاء اور کرامات اولیاء کا اصل اور منبع یہی دُعا ہے۔ ص ۱۱

۴ - عرب کے بیابان ملک میں جو انقلاب ہُوا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دُعائیں ہی تھیں۔ ص ۱۱

۵ - ذاتی تجربہ کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر بلکہ اسبابِ طبعیہ میں سے کوئی چیز دُعا جیسی عظیم التاثیر نہیں ص ۱۱

۶ - اس سوال کا جواب کہ بعض دُعائیں خطا جاتی ہیں اور اُن کا کچھ اثر معلوم نہیں ہوتا ص ۱۱

دعا اور دوا میں مساوات

نظام جسمانی اور روحانی میں موافقت ہے جس طرح دوا سے نفع اٹھانے کے لئے جسم کی حالت کا اس کے لئے مستعد ہونا ضروری ہے۔ اس طرح دُعا کیلئے بھی تمام اسباب و شرائط قبولیت اسجگہ جمع ہوتے ہیں جہاں ارادہ الٰہی اس کے قبول کرنے کا ہے۔ ص ۱۲

دُعاؤں کے اثر کا ثبوت

ا - اگر سید صاحب مانگیں تو میں ایسی غلطیوں کے نکالنے کے لئے مامور ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اپنی بعض دُعاؤں کی قبولیت سے پیش از وقت سید صاحب کو اطلاع دونگا بلکہ چھپوا دونگا۔ مگر سید صاحب وعدہ کریں کہ بعد ثابت ہو جانے میرے دعویٰ کے اس غلط خیال سے رجوع کریں گے۔ ص ۱۲

ب - سید صاحب مانتے ہیں کہ دارالآخرت کی سعادتیں اور نعمتیں یعنی نجات اور ایمان ایمانی دُعاؤں کا نتیجہ ہیں۔ اگر دنیا میں دُعا کسی آفت کے دُور ہونے کا موجب نہیں ہوسکتی تو قیامت میں کیسے ہو جائیگی ص ۱۴

دُعا کی قبولیت کیلئے شرائط

ا - صرف تضرع کافی نہیں بلکہ تقویٰ طہارت اور راستگوئی اور کامل یقین اور کامل محبت اور کامل توجہ مدعولہ کیلئے

ب - اس بات کا حاصل ہونا خلافِ مصلحتِ الٰہی نہ ہو یعنی دنیا اور آخرت میں اس کے لئے مضر نہ ہو۔ ص ۱۳

ج۔ دعا منجملہ اسباب عادیہ کے ہے۔

۱۔ جس پر ایک لاکھ سے زائد نبی اور کئی کروڑ ولی گواہی دیتا چلا آیا ہے۔ ص ۱۵

۲۔ سید عبد القادر جیلانیؒ نے اپنی کتاب فتوح الغیب میں کامل کی توجہ اور دعا کا اثر اپنے تجارب کی رو سے لکھا ہے اور اسکے حوالجات۔

ص ۱۵ — ۱۶ حاشیہ

ادعونی استجب لکم کا صحیح مطلب۔ دیکھو تفسیر

س

سید احمد خان (سرسید)

ا۔ سید صاحب کے دو رسالوں الدعا والاستجابۃ اور "تحریر فی اصول التفسیر" پر ایک نظر ص ۳

ب۔ ان سے استجابت دعا کی فلاسفی کا دریافت کرنا ایسا ہی ہے جیسا ایک بیمار سے کسی انسان کی مرض کا دوا پوچھنا۔ ص ۱۵ حاشیہ

ج سید صاحب کو دعوت کہ وہ چند ماہ آپ کی صحبت میں رہیں اور دیکھ کہ آپ ان کے اطمینان کیلئے توجہ کریں گے اور امید ہے کہ خدا تعالیٰ ایسا نشان دکھلا دے کہ سید صاحب کے مجوزہ قانون قدرت کو اک دم میں خاک میں ملا دے ص ۲۱-۲۲

د۔ سید صاحب وحی و ولایت کی ایسی پیشگوئیوں کے بھی جو بذریعہ الہام اولیاء اللہ کو معلوم ہوتی ہیں منکر ہیں۔ ص ۲۲

ہ۔ اگر سید صاحب نہیں آ سکتے تو اجازت دیں کہ اُن کی نسبت جناب الٰہی میں توجہ کر کے جو کچھ ظاہر ہو وہ شائع کر دوں۔

ص ۳۲

ش

شعر جمع اشعار

ا۔ فارسی اشعار - پہلا شعر ہے

اے نیچر شوخ ایں چہ ایذا ہست
از دست تو فتنہ ہر طرف خاست

ص ۳۳ حاشیہ

ب۔ فارسی اشعار پہلا شعر ہے

روئے دلبر از طلبگاراں نمی دارد حجاب
می درخشد در خور و می تابد اندر ماہتاب

ج۔ فارسی اشعار پہلا شعر ہے

بیکسے شد دین احمدؐ ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے در کار خود با دین احمدؐ کار نیست

ص ۳۷

ع

سید عبد القادر جیلانیؒ

آپ کی کتاب فتوح الغیب سے حوالجات۔

کامل کی توجہ اور دعا کا اثر اپنے تجارب کی رو سے۔

ص ۱۵-۱۶ حاشیہ

ف

فرشتے

ا۔ حضرت مسیح موعودؑ کا وحی کے وقت فرشتے دیکھنا اور بسا اوقات ملائک کا کلام میں واسطہ ہونا ظاہر کر دینا۔ ص ۲۹ و حاشیہ

ب۔ فرشتوں کی ضرورت میں جسقدر مبسوط بحث آئینہ کمالات اسلام میں ہے اس کی نظیر کسی کتاب میں نہیں پاؤ گے۔

ص ۲۷

(حکیم) **فضل دین** (بھیروی) پرجوش مردان میں سے اور میرے دلی دوست ہیں۔ ص۳۵ حاشیہ

ق

قادر

۱۔ خدا تعالیٰ کی قدرت یہی ہے کہ اس کے تصرفات اُس کی مخلوق پر ہر آن غیر محدود ہوں اور اسپر اس اعتراض کا جواب کہ اس قسم کا تصرف ماننے سے استحالہ صورت نوعیہ بھی لازم آئیگا۔
ص۲۷، حاشیہ

۲۔ بجز ان خاص باتوں کے جو اس کی صفات کاملہ اور مواعید صادقہ کے منافی ہوں باقی سب امور پر وہ قادر ہے۔ ص۲۸

۳۔ خدا تعالیٰ اپنی مخفی حکمتوں کے تصرف سے عناصر کو صدہا طور کے استحالات میں ڈالتا رہتا ہے۔ تین برس تک تو انسان کا جسم بدل جاتا ہے اور پہلا جسم ذرات ہو کر اڑ جاتا ہے۔
ص۲۸ حاشیہ

ل

لیکھرام والی پیشگوئی

ا۔ اس پر انیس ہند میرٹھ کا اعتراض اور اس کا جواب اور یہ کہ پیشگوئی ایسے رنگ میں پوری ہوگی جس میں قہر الٰہی کے نشان کھلے کھلے طور پر دکھائی دیں گے۔ اگر میں نے یہ پیشگوئی اٹکل سے کی ہے تو وہ میرے لئے چھ برس کی بجائے دس برس لکھ دے اور خدا تعالیٰ فیصلہ کریگا کہ کونسی پیشگوئی اسکی طرف سے ہے ص۲-۴

ب۔ پیشگوئی کی غرض کہ ایک سچائی کے دشمن نے ایک ایسے کامل اور مقدس کو جو تمام سچائیوں کا چشمہ تھا توہین سے یاد کیا اس لئے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اپنے ایک پیارے کی دنیا میں عزت ظاہر کرے۔ ص۴

ج۔ ۲ اپریل ۱۸۹۳ء کو صبح کے وقت کشف میں ایک شخص قوی ہیبت شکل دیکھا جس نے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے؟ اور ایک اور شخص کا نام لیا۔ تب میں نے اسوقت سمجھا کہ یہ شخص لیکھرام اور دوسرے شخص کی سزا دہی کے لئے مامور کیا گیا ہے۔
ص۳۳

م

محدّث

ا۔ محدّث وہ لوگ ہوتے ہیں جو شرف مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہوتے ہیں۔ اور ان کا جوہر نفس انبیاء کے جوہر نفس سے اشد مشابہت رکھتا ہے اور وہ خواص عجیبہ نبوت کے لئے بطور آیاتِ باقیہ کے ہوتے ہیں۔ ص۲۳-۲۴

ب۔ صاحب وحی محدثیت اپنے نبی متبوع کا پورا ہمرنگ ہوتا ہے اور بغیر نبوت و تجدید احکام کے وہ سب باتیں اس کو دی جاتی ہیں جو نبی کو دی جاتی ہیں۔ ص۲۰

(نواب) **محمد علیخان صاحب** پُرجوش مردان میں سے ہیں۔ ص۳۵ حاشیہ

مسلمان

ہر مسلمان کو نصیحتاً کہتا ہوں کہ اسلام کے لئے جاگو کہ سخت فتنہ میں پڑا ہے۔ اس کی مدد کرو کہ اب یہ غریب ہے۔

ص۳۶

مسیح موعودؑ

ا - میرا ذاتی تجربہ ہے کہ دُعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھکر ہے۔ صلا

ب - سر سید احمد خان صاحب اگر دُعاؤں کے اثر کا ثبوت چاہیں تو مَیں اپنی بعض دُعاؤں کی قبولیت سے پیش از وقت اطلاع دے دونگا - وہ اقرار کریں کہ بعد ثابت ہو جانے میرے دعویٰ کے اپنے اس غلط خیال سے رجوع کریں گے۔ صہا

ج - غرضِ بعثت (ل) خدا نے مجھے اس زمانہ کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے تا وہ غلطیاں جو بجز خدا تعالیٰ کی خاص تائید کے نکل نہیں سکتی تھیں وہ مسلمانوں کے خیالات سے نکالی جائیں اور منکرین کو سچے اور زندہ خدا کا ثبوت دیا جائے اور اسلام کی عظمت اور حقیقت تازہ نشانوں سے ثابت کی جائے۔ صہ۲۴

(ب) تا قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ کی عظمتیں ظاہر کروں اور دشمنانِ اسلام کو اُن نوروں اور برکات اور خوارق اور علوم لدنیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔ صہ۳۴ و صہ۳۶

د - دعویٰ (۱) چودھویں صدی کے سر پر خدا کی طرف سے ماموریت اور تجدید و تائید دین کے لئے مبعوث ہونے کا دعویٰ صہ۳۴

(۲) مجدّد وقت اور روحانی کمالات میں مسیح ابن مریم کے کمالات کے مشابہ ہونے اور خواص انبیاء اور (۳) کے نمونہ پر محض ببرکت متابعت حضرت خیر البشر بھیجا جانے کا دعویٰ اور یہ کہ سب گذشتہ اکابر اولیاء پر اُسے فضیلت دی گئی ہے اور اس کے قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت ہے۔ صہ۳۹

ہ - حلفیہ بیان کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں - عنقریب تم میرے کاموں سے مجھے شناخت کروگے۔ صہ۳۹

معرفت کا آخری بھید یہ ہے کہ جب کامل انسان خدا کے جلوہ کا عین وقت ہوتا ہے تو اُسوقت ہر ایک چیز اس سے ڈرتی اور اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی - اور یہ بھید بغیر صحبت کاملین کے سمجھ نہیں آسکتا اور نہایت درجہ نادر الوقوع ہے۔ صہ۳۰ حاشیہ

ن

نبوت

علم نبوت بجز مطہرین کسی کو نہیں دیا جاتا صہ۲۱

نظام

نظام ظاہری اور نظام باطنی میں توافق صہ۲۶-۲۷

(حضرت خلیفہ) **نور الدین** رضی اللہ عنہ

آپ پُرجوش مردانِ دین میں سے ہیں جنہوں نے اپنا تمام مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں لٹا دیا ہے۔ صہ۳۵ حاشیہ

نیچریت

جب تک نیچریت کا داغ دل سے نہ دھویا جائے وہ آنکھ نہیں کھلے گی جس سے اسلام کی برکتیں دیکھی جاتی ہیں۔ صہ۲۳ حاشیہ

و

وحی اللہ ۱ - سر سید احمد خان صاحب کا

وحی اللہ کو صرف ملکۂ فطرت خیال کرنا غلطی اور سخت فتنہ انداز اور حق سے دُور ڈالنے والی رائے ہے۔ ص۱۹ حاشیہ

۲۔ صاحب وحی محدثیت اپنے نبیٔ متبوع کا پورا ہمرنگ ہوتا ہے۔ ص۲۰

۳۔ وحیٔ انبیاء کو ملکۂ فطرتی قرار دینے سے جبکہ وہ مطابق آیت فالھمھا فجورھا وتقوٰھا نیک اور بُرا ہوتا ہے انبیاء اور دوسروں میں مابہ الامتیاز نہیں رہتا۔ ص۲۰-۲۲ حاشیہ

۴۔ نزول وحی کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا اپنا تجربہ اور حلفیہ بیان کہ وحی آسمان سے دل پر گرتی ہے۔ جیسے کہ آفتاب کی شعاع دیوار پر۔ اور اس کی تفصیل اور شعراء کے القاء اور اس القاء میں فرق۔ ص۲۲-۲۳

۵۔ سلسلۂ وحی برنگ محدثیت ہمیشہ کے لئے اسلام میں جاری ہے۔ جو اس کے زندہ ہونے کا ثبوت ہے اور ہر زمانہ میں منکرین وحی کو ساکت کرنے کا موجب ہے۔ ص۲۲-۲۳

۶۔ وحیٔ ولایت کو مسدود قرار دینا اور یہ کہ نشان ظاہر نہیں ہوسکتے دُعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ یہ ہلاکت کی راہ ہے نہ سلامتی کی۔ ص۲۴

۷۔ منکرین وحیٔ نبوت کے مُنہ بند کرنے والی بجز اس کا نمونہ دکھانے کے اور کوئی دلیل نہیں۔ ص۲۵

۸۔ وحی میں سید صاحب کا ملائکہ کے توسط سے انکار کرنا خدا تعالٰے کے قانونِ قدرت کے مخالف ہے اور اس کی وضاحت۔ ص۲۵

۹۔ مسیح موعودؑ کا دعوٰی اور تجربہ کہ گیارہ سال سے مشرف مکالمۃ اللہیہ سے ہوں اور بخوبی جانتا ہوں کہ وحی درحقیقت آسمان سے نازل ہوتی ہے اور بحالت وحی میں کھلا اور روشن کلام سُنتا ہوں اور بعض وقت ملائکہ کو دیکھتا ہوں اور بسا اوقات ملائکہ کلام میں اپنا واسطہ ہونا ظاہر کر دیتے ہیں۔ ص۲۶

۱۰۔ وحی کی مثال۔ کسی قدر تار برقی سے مشابہ ہے جو اپنے ہر ایک تغیر کی آپ خبر دیتی ہے۔ ص۲۹

فہرست مضامین "حجۃ الاسلام"

۱ - اشتہار زیر عنوان
قد افلح من زکّٰھا

خلاصہ مضمون :- خدا تعالیٰ کی محبت کی ایک علامت اس کی روشن معرفت اور اس کا قرب ہونا - اور یہ حالت مکالمہ الٰہیہ سے حاصل ہوتی ہے -

دوسری علامت کہ خدا تعالیٰ ان کی دعاؤں کی قبولیت کی بشارت بذریعہ الہام و کلام اور محبت بھرے الفاظ کے ساتھ دیتا ہے اور جب کسی سے یہ مکالمہ بکثرت ہو اس کو نبی یا محدث کہتے ہیں اور سچے نبی کی یہی نشانی ہے کہ اس کی تعلیم سے محدّث کے مرتبہ کے راستباز پائے جائیں جن سے خدا تعالیٰ آمنے سامنے کلام کرے اور یہ نور عیسائیت میں نہیں بلکہ صرف اسلام میں ہے - ص ۴۲-۴۳

۲ - اشتہار ڈاکٹر پادری کلارک صاحب کا جنگ مقدس اور انکے مقابلہ کیلئے اشتہار

خلاصہ مضمون :-

(ا) - ڈاکٹر کلارک کی دھمکی کا ذکر کہ وہ ایک جنگ مقدس کی تیاری کر رہے ہیں - اگر علمائے اسلام نے اس جنگ سے منہ پھیر لیا تو پھر انہیں مسیحی علماء کے مقابل کھڑا ہونے اور اپنے مذہب کو سچا سمجھنے کا حق نہ ہوگا حضرت مسیح موعودؑ کا اس چیلنج کو قبول کرنا ص ۴۴

(ب) چند معزز دوستوں کو ڈاکٹر کلارک کے پاس امرتسر بھیجنا اور شرائط مباحثہ مندرجہ اشتہار کا طے پانا - ص ۴۵

(ج) ۲۵ر اپریل ۱۸۹۳ء کو حضورؑ کا طے شدہ شرائط کی منظوری بھیجنا - ص ۴۶

(د) عام مباحثات اور عام اعتراضات کا ذکر کرکے اس مباحثہ میں قطعی فیصلہ کے لئے ایّام مباحثہ کے بعد مباہلہ کی تجویز پیش کرنا یعنی فریقین اپنے اپنے مذہب کی تائید کے لئے خدا تعالےٰ سے آسمانی نشان چاہیں - اور فریق مغلوب فریق غالب کا مذہب اختیار کرے - بصورت انکار اپنی نصف جائیداد اس سچے مذہب کی تائید کے لئے فریق غالب کو دے دے - ص ۴۸ و ص ۵۳

(ھ) مباہلہ کی دعا کے الفاظ اور میعاد ایک سال ہوگی - ص ۴۹

(و) اگر دونوں طرف سے نشان ظاہر ہو یا نہ ہو یا میں ایک سال تک نہ دکھلا سکوں تو میں مغلوب تصوّر ہونگا کیونکہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور ہوں اور فتح پانے کی بشارت پا چکا ہوں پس اگر نشان ظاہر نہ ہو تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں - ص ۴۹

(ز) مسیح کی عدم الوہیت اور برگزیدہ انسان اور نبی اللہ ہونے پر حلفیہ بیان۔ ص ۴۱

(ح) خدا نے فرمایا۔ تو مسیح موعود ہے تیرے ساتھ ایک نورانی حربہ ہے اور یکسر الصلیب کا مصداق ہوگا ص ۴۹

(ط) ڈاکٹر کلارک کے مطالبہ اشتہار کہ اگر نشان ظاہر ہو جائے اور وہ بالمقابل نشان دکھانے سے عاجز آ جائیں تو بلا توقف دین اسلام قبول کر لینگے بصورت دیگر نصف جائیداد فریق غالب کو دینگے ص ۵۰

یہی مطالبہ آتھم سے اور اگر جائیداد نہ دیں۔ تو اجازت دیں کہ اگر کوئی قہری نشان شائع کرنا چاہوں تو کر سکوں۔ ص ۵۳-۵۴

(ی) ڈاکٹر کلارک کا لکھنا کہ یہ مباحثہ فرقہ احمدیہ سے ہوگا نہ مسلمانان جنڈیالہ سے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جواب کہ فرقہ احمدیہ ہی سچے مسلمان ہیں۔ ص ۵۰

۳۔ اشتہار۔ میاں بٹالوی صاحب کی اطلاع کیلئے

خلاصہ مضمون: شیخ بٹالوی کو اشتہار جسمیں بالمقابل عربی تفسیر لکھنے کی انہیں دعوت دی گئی تھی۔ یکم اپریل ۱۸۹۳ء کو پہنچایا گیا تھا۔ بٹالوی صاحب اب تک دو وعدے کر کے تخلف وعدہ کر چکے ہیں ص ۵۱

مسٹر عبد آتھم کے خط کا جواب

اس کا جواب "قولہ" "اقول" کی بجائے "آتھم" اور "احمد" کے ناموں سے دیا جاتا ہے:۔

آتھم۔ ہمیں معجزہ کی نہ کچھ حاجت ہے نہ استطاعت۔

احمد۔ کیا ایمانداروں کے پھل دکھلانے کی بھی آپ کو استطاعت نہیں؟ ص ۵۲

آتھم۔ آپ کے معجزہ سے جسقدر اصلاح اپنی غلطی کی کر سکتے ہیں کرینگے۔ ص ۵۲

احمد۔ میں یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچانے کیلئے مامور ہوں کہ دنیا کے تمام موجودہ مذاہب میں سے وہ مذہب حق پر ہے جو قرآن کریم لایا اور دار النجات میں داخل ہونیکا دروازہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ کیا آپ اس نشان کو دیکھنے کے بعد اس مذہب کو قبول کریں گے۔ ص ۵۳

آتھم۔ معجزہ ہم اس کو جانیں گے جو ساتھ تحدی مدعی معجزہ کے ظہور میں آوے اور مصدق کسی امر ممکن کا ہو۔

احمد۔ درست ہے (ا) تحدی ایک شخص منجانب اللہ ہونے کا دعویٰ کر کے اپنے دعویٰ کی تصدیق کے لئے کوئی پیشگوئی کرے جو انسانی طاقت سے بالاتر ہو پھر وہ پیشگوئی سچی نکلے۔

(ب) احمد بیگ کی موت کے متعلق پیشگوئی کا ذکر جو نور افشاں ۱۰ مئی ۱۸۸۸ء میں بھی شائع ہوئی تھی اور ۳۰ ستمبر ۱۸۹۳ء کو پوری ہوگئی۔ ص ۵۴-۵۵

(ج) یہ نشان مرزا امام الدین جو دین اسلام سے منکر ہیں اس کی طلب پر دکھایا گیا تھا ص ۵۶

آتھم۔ مباہلات بھی از قسم معجزات ہیں مگر ہم بروئے تعلیم انجیل کسی کے لئے لعنت نہیں مانگ سکتے۔

احمد صلی اللہ علیہ وسلم، اتنا کہنا کافی ہے کہ مَیں پورے یقین سے کہتا ہوں کہ درحقیقت حضرت مسیح خدا ہیں اور قرآن خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اگر مَیں اس بیان میں کاذب ہوں تو خدا میرے پر لعنت کرے۔ صـ ۵۶

(ب) عیسائی مذہب اس دن سے تاریکی میں ہے جب سے حضرت مسیح کو خدا کی جگہ دی گئی اور عیسائیوں نے افضل الانبیاء کا انکار کیا۔ اب ایمانی زندگی صرف کامل مسلمان کو مل سکتی ہے۔ صـ ۵۷

۴۔ اشتہار شیخ محمد حسین بٹالوی کی نسبت ایک پیشگوئی

اس کی تکفیر کا ذکر کر کے اپنی ایک رؤیا کا ذکر کہ "ان ھذا الرجل یؤمن بایمانی قبل موتہ و رأیت کانہ ترک قول التکفیر و تاب۔" صـ ۵۹

۵۔ مسلمانانِ جنڈیالہ کی طرف سے محمد بخش پاندھا کا خط بنام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جس میں مباحثہ کیلئے ڈاکٹر کلارک کے خط کا ذکر کر کے التماس کی ہے کہ آنجناب للّٰہ اہل اسلام جنڈیالہ کی امداد فرمائیں ورنہ اہل اسلام پر دھبہ آجائیگا صـ ۵۹

۶۔ مسیحیانِ جنڈیالہ کی طرف سے ڈاکٹر کلارک کا خط بنام میاں محمد بخش صاحب و جملہ شرکاء اہل اسلام جنڈیالہ جس میں ایک فیصلہ کن مباحثہ کی دعوت دی۔ صـ ۶۰-۶۱

۷۔ نقل خط جو حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے مسیحیان جنڈیالہ کو بتاریخ ۱۳ مئی ۱۸۹۳ء رجسٹری کر کے بھیجا گیا۔

ملخص مکتوب :-

ا۔ خدا نے مجھے انہیں کاموں کیلئے بھیجا ہے اس لئے اس مباحثہ کے لئے مَیں ہی حاضر ہوں۔ صـ ۶۱

ب۔ زندہ مذہب وہی ہو سکتا ہے جس کے دلائل جن پر اس کی صحت کی بنیاد ہے بطور قصہ نہ ہوں بلکہ اب بھی موجود اور نمایاں ہوں۔ مثلاً قرآن مجید میں کامل مومن کی جو علامات لکھی ہیں کوئی مسلمان اپنے وجود میں اور کوئی عیسائی انجیل میں مذکورہ علاماتِ ایمان اپنے نفس میں ثابت کرے۔

ج۔ حقیقی نبی وہی ہے جو دوسروں کو پاک صاحب خوارق اور ملہم بنائے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہم اسلام اور قرآن کے نور جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت موجود تھے دکھلانے کے لئے تیار ہیں صـ ۹۲-۹۳

د۔ مباحثہ کیلئے قوم کے خواص میں سے کوئی ہو۔ بطور تنزل یہ بھی منظور ہے کہ پادری عماد الدین صاحب یا پادری ٹھاکر داس یا مسٹر عبداللہ آتھم صاحب ہوں۔ صـ ۹۲

ھ۔ موضوع مناظرہ۔ بحث زندہ مذہب یا مردہ مذہب کی تنقیح کے بارہ میں ہوگی۔ اور جن روحانی علامات کا مذہب اور کتاب نے دعویٰ کیا ہے وہ اب بھی اس میں پائی جاتی ہیں کہ نہیں۔ صـ ۹۳ و ۹۴ و ۹۶

۷۔ عیسائیان جنڈیالہ کا جواب مورخہ ۱۸ اپریل ۱۸۹۳ء

آپ کی دعوت قبول کرنے سے قاصر ہیں۔ ہمارا دعویٰ جنڈیالہ کے محمدیوں سے ہے۔ اگر وہ

لہ معلوم ہوتا ہے تاریخ غلط لکھی گئی ہے یہ تاریخ ۱۳ اپریل ۱۸۹۳ء ہے۔ خطوط کی ترتیب سے اور واقعات کی رو سے بھی درست معلوم ہوتا ہے۔ شمس

آپ کو اپنی طرف سے پیش کریں تو ہم بھی حاضر ہیں۔ ص ۶۴

۸۔ حضرت مسیح موعودؑ کا خط بنام ڈاکٹر کلارک
مؤرخہ ۲۳ راپریل ۱۸۹۳ء
ڈاکٹر کلارک کے خط بنام مسلمانانِ جنڈیالہ کا ذکر۔
ا۔ اسمیں دعوت مباہلہ پڑھ کر میری روح بول اٹھی کہ میں ہوں جس کے ہاتھ پر خدا تعالیٰ مسلمانوں کو فتح دیگا اور میں پورے دس سال سے میدان میں کھڑا ہوں۔
ب۔ الوہیت مسیح کے علاوہ مقابلہ اس بات میں ہو کہ روحانی زندگی اور آسمانی قبولیت اور روشن ضمیری کس مذہب میں ہے۔ ص ۶۴، ۶۶

۹۔ ترجمہ چٹھی ڈاکٹر کلارک بنام مسیح موعودؑ
کہ آپ کے سفیروں کے ساتھ میں نے شرائط طے کر لی ہیں منظوری سے اطلاع دیں۔
و شرائط انتظام مباحثہ قرار یافتہ مابین عیسائیان و مسلمانان۔ ص ۶۶-۶۹

۱۰۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خط مؤرخہ ۲۵ راپریل ۱۸۹۳ء بنام ڈاکٹر کلارک
جس میں آپؑ نے شرائط کی منظوری کی اطلاع دی۔ اور یہ کہ مباحثہ کے علاوہ روحانی مقابلہ مباہلہ کے طور پر کیا جائے اور مباہلہ کے الفاظ ص ۶۹-۷۰

فہرست مضامین "سچائی کا اظہار"

۱۔ پادری صاحبوں کو جو شیخ بٹالوی محمد حسین صاحب کے "اشاعۃ السنہ" سے مذہبی امور میں ایک نمایاں مدد پہنچی اس کا ذکر۔
ملخص:۔ ڈاکٹر کلارک نے اپنے اشتہار ۱۲ رمئی ۱۸۹۳ء میں بٹالوی صاحب کا شکریہ ادا کیا ہے اور "اشاعۃ السنہ" میں شائع شدہ فتاویٰ تکفیر کی عبارت لکھ کر مسلمانانِ جنڈیالہ کو مجھ سے بدظن کرنے کی کوشش کی ہے۔
مگر میاں محمد بخش صاحب نے انہیں دندان شکن جواب دیا ہے کہ ہم ایسے مولویوں کو مفسد سمجھتے ہیں جو ایک مسلمان مؤید اسلام کو کافر ٹھہراتے ہیں ص ۷۶، ۷۷

۲۔ شیخ بٹالوی کا عربی تفسیر اور قصیدہ بالمقابل لکھنے کے بارہ میں دو دفعہ وعدہ کر کے تخلف کرنا۔ اور بعض مولویوں کا کہنا کہ اگر مسیح کی وفات وحیات کے بارہ میں بحث ہوتی تو ہم اسوقت ضرور ڈاکٹر کلارک کے ساتھ شامل ہو جاتے۔ ص ۷۷

۳۔ ڈاکٹر کلارک صاحب کے ایک وہم کا ازالہ
ڈاکٹر کلارک نے اشتہار ۱۲ رمئی ۱۸۹۳ء میں کتاب "اشاعۃ السنہ" سے دھوکہ دیا ہے کہ گویا مستند علماء اس عاجز کو کافر قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ مستند علمائے اسلام جن کو خدا تعالیٰ نے علم و عمل بخشا ہے وہ میرے ساتھ ہیں۔ اور اس وقت

چالیس کے قریب ہیں۔ صفحہ ۷۴

۴۔ حرمین شریفین سے متبرک مقامات کے فاضل مستند بھی اس عاجز کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں بطور نمونہ تین بزرگوں کی تحریر بھی۔ صفحہ ۷۵-۷۶

۵۔ ایک فاضل عربی کا محبت نامہ اس عاجز کی طرف اور اس کا جواب۔ صفحہ ۷۶-۷۷

۶۔ ایک عالم عرب محمد ابن احمد مکی کا خط صفحہ ۷۹

۷۔ ایک عالم عربی سید دلدار شریف مصطفےٰ عرب کے خط کا خلاصہ۔ صفحہ ۷۹

۸۔ مسٹر عبداللہ آتھم وکیل ڈاکٹر مارٹن کلارک و دیگر عیسائیاں کا بصورت مغلوب ہو جانے کے مسلمان ہو جانے کا وعدہ۔ صفحہ ۸۰

۹۔ اعلان مباہلہ بجواب اشتہار عبدالحق غزنوی

ملخص۔ مباہلہ دہم ذی قعدہ بصورت بارش ۱۱ ذی قعدہ ۱۳۱۰ھ کو عیدگاہ میں جو مسجد خان بہادر محمد شاہ مرحوم کے قریب ہے دو بجے شام کو ہوگا دوسرے مکفرین علماء خصوصاً شیخ محمد حسین بٹالوی وغیرہ وبعض دیگر مکفرین علماء (کے اسماء) بھی شامل مباہلہ ہوں۔ مباہلہ سے پہلے ہم مکفرین کے سامنے جلسہ عام میں اپنے اسلام کے وجوہات پیش کریں گے۔ صفحہ ۸۱-۸۲

۱۰۔ اتمام حجت۔ اگر شیخ محمد حسین بٹالوی اس مباہلہ کے لئے حاضر نہ ہوا تو وہ پیشگوئی کہ وہ کافر کہنے سے توبہ کرے گا پوری ہو گئی سمجھی جائے گی۔ صفحہ ۸۲

فہرست مضامین "جنگِ مقدس"

جنگِ مقدس اس مباحثہ کی مکمل روئیداد جو مسلمانان امرتسر اور عیسائیان امرتسر میں ۲۲ مئی ۱۸۹۳ء سے لیکر ۵ جون ۱۸۹۳ء تک ہوا جس میں عیسائیوں کی طرف سے پادری عبداللہ آتھم اور مسلمانوں کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مناظر تھے ملاحظہ ہیج۔ شرائط مناظرہ دیکھو صفحہ ۶۷-۶۸

اس مباحثہ میں مندرجہ ذیل مسائل زیر بحث آئے۔

۱۔ کامل الہامی کتاب اور سچا اور زندہ مذہب اسلام ہے یا عیسائیت؟

۲۔ ابن اللہ

۳۔ الوہیت مسیح اور انکی فضیلت وخصوصیت۔

۴۔ استقراء

۵۔ تثلیث

۶۔ قرآن کریم اور انجیل کا موازنہ بحیثیت الہام کامل ہونے کے

۷۔ قرآن مجید کی تعلیم پر اعتراضات

۸۔ کفارہ۔ رحم بلا مبادلہ

۹۔ مباہلہ اور نشان دکھانے کے لئے تحدّی اور غلبہ اور فتح کی پیشگوئی۔

چونکہ یہ ایک مباحثہ ہے اس لئے مَیں نے مناسب سمجھا ہے کہ مندرجہ بالا عنوانوں کے ماتحت بطور مکالمہ مباحثہ کا ملخص پیش کر دیا جاوے۔

کامل الہامی کتاب اور سچا زندہ مذہب
اسلام ہے یا عیسائیت

احمد۔ بطور کلام کلی کے اس امر میں جو مناظرہ کی علت غائی ہے یہ ہے کہ انجیل اور قرآن کا مقابلہ اور موازنہ کیا جائے۔ اس لئے اصولی طور پر یہ ضروری ہوگا کہ جو دعوٰی کریں وہ دعوٰی اس الہامی کتاب کے حوالہ سے ہو۔ اور اسی طرح دلیل بھی اس کتاب کے حوالہ سے ہو۔ وہ خدا کا کلام ہرگز نہیں ہو سکتا جو اپنے دعوٰی اور اثباتِ دعوٰی میں دوسرے کا محتاج ہو۔
ص ۸۵ و ۸۸ و ۸۹، ۹۷، ۹۸، ۱۱۵ و ۱۳۲

اسلام کی نسبت قرآن شریف کا دعوٰی اور اُس کی تعریف اور قرآن شریف کی تعریف بھی درحقیقت دین اسلام کی تعریف ہے مع انیس آیاتِ قرآنیہ
ص ۸۵-۸۷

فریق ثانی کے اصرار پر یہ سوال روک دیا گیا اور قرار پایا کہ یہ سوال بحث کے کسی دوسرے موقعہ پر پیش ہو۔ بالفعل الوہیتِ مسیح کے بارے میں سوال ہونا چاہیئے۔ ص ۸۸

الوہیتِ مسیح پر سوال

احمد۔ حسب اصل کہ دعوٰی اور دلیل اپنی اپنی الہامی کتاب سے پیش ہونا چاہیئے مسیح کے متعلق الوہیت کا خیال اس آیت میں ردّ کیا ہے۔
ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل و امّہ صدیقۃ کانا یأکلان الطعام۔
تین دلائل۔ قد خلت من قبلہ الرسل میں قیاس استقرائی کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔ استقرائی دلیل کی تفصیل اور اس کا یقینی ہونا۔

دلیل یہ ہے کہ نبوت و رسالت کی لمبی تاریخ میں ایک مرتبہ بھی تو خود خدا رسول بن کر لوگوں کی ہدایت کے لئے نہیں آیا۔ ص ۸۹-۹۱

بقیہ دیکھو زیر "استقراء"

دوسری دلیل - وامّہ صدیقۃ کہ وہ اپنے تولد میں والدہ کا محتاج تھا۔ جو بالاتفاق فریقین انسان تھیں۔ اور ہر ایک چیز کی اولاد اس کی نوع کی ہوتی ہے۔ ص ۹۲

تیسری دلیل - کانا یأکلان الطعام کہ مسیح اور اس کی والدہ کھانے کے محتاج تھے اور یہ احتیاج سلسلہ تحلیل کی وجہ سے ہے کھانے کا محتاج ہونا خدا تعالیٰ کی ذات میں مسلّم مفہوم کے بالکل مخالف ہے۔ ص ۹۲

ہاں اگر بائیبل میں جن تمام انبیاء اور صلحاء کو خدا کے بیٹے یا خدا اور بعض کو پلوٹھے بیٹے کہا گیا ہے خدا ہیں تو اس سے خداؤں کی تعداد بہت بڑھ جائے گی۔ ص ۹۱

آتھم:- اگر ہر امر کی حقیقت کا مدار تجربہ ہے تو آدم کے بغیر والدین ہونے کا بھی انکار کرنا ہوگا۔ ص ۹۳

احمد:- آدم کا بغیر ماں باپ پیدا ہونا فریقین کے نزدیک مسلّم اور ثابت شدہ ہے۔ لیکن امر زیر بحث ایسا نہیں۔ ص ۹۹-۱۰۰

آتھم (۱) مظہر اللہ ہم شے مرئی کو جو کھانے پینے کی محتاج تھی اللہ نہیں مانتے بلکہ مظہر اللہ

کہتے ہیں - جیسے کہ قرآن میں لکھا ہے کہ آگ سے آواز آئی
کہ " میں تیرے باپ ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب
کا خدا ہوں"۔ شے مرئی مظہر اللہ تھی کیونکہ شے مرئی
خدا نہیں ہو سکتی - ص ۹۳

باقی بحث دیکھو زیر "مظہر اللہ"

(۲) ابن اللہ (ا) ہم نے ابن اللہ کو جسم نہیں
مانا ہم تو اللہ کو روح جانتے ہیں جسم نہیں ص ۹۴
(ب) بے شک تاویل طلب امر کی تاویل کرنی چاہیئے
لفظ بیٹے اور پلوٹھے کا بائیبل میں دو طرح بیان
ہوا ہے یکلخت خدا کے ساتھ یک من ساتھ
رضائے الٰہی کے ہے - ص ۹۴
(۳) قرآن سے جو استدلال کیا ہے میں اس کے
الہامی ہونے کا قائل نہیں -

احمد - میں نے کب کہا کہ قرآن کی ہر بات بلا تحقیق
مان لیں بلکہ میں نے تو کہا ہے کہ جس کتاب نے کامل ہونے
کا دعویٰ کیا ہے وہ دعویٰ اور اس کی معقولی دلیل
بھی اس کتاب میں سے پیش کی جائے جیسے قرآن
نے کیا ہے - مع آیات الیوم اکملت لکم دینکم ،
ان هذا القرآن یهدی للتی هی اقوم وغیرہ ص ۹۸

آتھم مسیح کی فضیلت اور تعریف کے متعلق بائیبل
سے پیشگوئیاں معہ حوالجات - ص ۹۴

احمد - (۱) بائیبل سے محض پیشگوئیاں پیش کرنا
خلاف شرائط ہے - اپنی کتاب سے دکھائیں کہ مسیح نے آپ
پوری پیشگوئی نقل کر کے اُن کا مصداق اپنے تئیں ٹھہرایا
ہو - ص ۱۰۱
(۲) اور مفسرین کا بھی اس پر اتفاق ہو اور اصل عبرانی
زبان سے اس طور سے ثابت بھی ہوتی ہوں - ورنہ
دعویٰ بلا دلیل ہے - ص ۱۰۲
(۳) ان پیشگوئیوں کی تاویل میں یہودی جو اصل وارث
توریت ہیں اُن کی شہادت بھی پیش کریں - ص ۱۰۲

آتھم - ۱ - بالاجمال ساری نبوتوں کو اس
مقدمہ میں مسیح نے اپنے اوپر لیا ہے - ص ۱۰۳
۲ - مسیح پر خاص پیشگوئیاں جو نوشتوں میں لگائی
گئی ہیں - متی ۲۲ : ۴۱ و دیگر حوالجات ص ۱۰۳-۱۰۴
۳ - صحیح ہے کہ الہام اپنی شرح آپ ہی کرے ص ۱۰۳
۴ - (ا) یہودیوں کا اتفاق ہم سے کیوں طلب
کرتے ہیں - ص ۱۰۳
(ب) کلام الٰہی کی شرح کرنا خاص یہودیوں کا
ورثہ نہیں " جو وہ کہتے ہیں کرو" یعنی انکے
الفاظ توریت سے ہیں اور کرنا برخلاف
اس کے - ص ۱۲۳

احمد - اس لئے کہ حضرت مسیح خود شہادت دیتے
ہیں کہ فقیہی اور فریسی جو موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں -
جو کچھ تمہیں ماننے کے لئے کہیں وہ عمل میں لاؤ لیکن
اُن سے کام نہ کرو - ص ۱۱۸
(۲) یہود بقول مسیح عہد عتیق کی کتابوں کا خوب
مطلب سمجھتے تھے - انہوں نے ان پیشگوئیوں سے یہ
نہ سمجھا کہ آنے والا مسیح خدا ہو گا - انہیں مسیح سے
کوئی بغض نہ تھا - ص ۱۷۹-۱۸۰
یہودیوں سے مراد وہ یہودی ہیں جو مسیح سے صدہا
برس پہلے گذر چکے تھے - ص ۱۹۷

ڈاکٹر کلارک - (آتھم کے بیمار ہونے کی وجہ سے وہ پیش
ہوئے) یہود کو ہمارے اور اپنے درمیان کس وجہ سے
منصف ٹھہراتے ہیں وہ تو یسعیاہ نبی کی کتاب ۹ : ۶

وغیرہ میں گردن کش۔ سنگدل۔ بے ایمان قوم قرار دی گئی ہے۔ صـ ۱۸۵

احمدؑ: ۔ یہود کو بدکار کہہ کر ان کے معنوں سے سے انکار کیا جاتا ہے۔ حالانکہ انجیل حکم دیتی ہے کہ اِن کے معنوں کو مانو۔ صـ ۱۹۶

بقیہ بحث دیکھو زیر "مسیح کی الوہیت فضیلت اور خصوصیت"

ابن اللہ

آتھم۔ بائیبل میں لفظ بیٹے اور پوتے کا دو طرح بیان ہؤا۔ یکتن اور یک من۔ صـ ۹۳

احمدؑ۔ (ا) تورات میں نہ تو کہیں "یک تن" کا لفظ ہے نہ "یک من" کا۔ تورات سے بہ تشریح ثابت کریں۔ صـ ۱۰۷

(ب) مسیح کا اپنا اقرار یوحنا ۱۰/۳۴ میں کہ اُسے ابن اللہ انہیں معنوں میں کہا گیا ہے جن معنوں میں دوسروں کو الٰہ کہا گیا۔ صـ ۱۰۸ و ۱۳۳ و ۱۳۵

آتھم۔ ہم نے یہ استنباط کیا تھا۔ یہ الفاظ تورات میں نہیں پائے جاتے۔ صـ ۱۱۲

احمدؑ۔ یوحنا ۱۰/۳۴ کی تشریح۔ موحد یہودی مسیح کے بیانات سُنکر گھبرائے۔ انہوں نے سمجھایا کہ میرا بیٹا کہنے میں کوئی خصوصیت نہیں۔ تمہارے حق میں "خدا" کا اطلاق بھی ہؤا ہے۔ اگر حقیقی بیٹا ہوتے تو ظاہر کرتے۔ صـ ۱۱۶ - ۱۱۷

آتھم۔ (ا) اُس نے اپنے جواب میں اپنی الوہیت سے انکار نہیں کیا۔ صـ ۱۲۱

(ب) نہ انکار کیا نہ اقرار۔ ان کی دیوانگی کے شعلہ کو فرو کیا۔ صـ ۱۳۱ - ۱۳۲

احمدؑ۔ گویا انہوں نے تقیہ کیا۔ یہ نبیوں کا کام نہیں۔ الذین یبلّغون رسالات اللہ یخشونہ ولا یخشون احداً الّا اللہ۔ صـ ۱۳۵

آتھم مسیح کامل انسان اور کامل مظہر اللہ۔ یہودی اُس کے مظہر اللہ ہونے کے دعویٰ کو سُنکر سنگسار کرنا چاہتے تھے یوحنا ۱۰/۳۴ میں اُس نے مظہر اللہ ہونے سے انکار کیونکر کیا۔ صـ ۱۴۰ - ۱۴۱

اس نے کہا میں ابن اللہ کیوں استعمال نہیں کر سکتا جبکہ نبیوں کو خدا کہا گیا۔ صـ ۱۴۹

احمدؑ۔ یوحنا ۱۰/۳۴ کی توضیح۔ مسیح کو ایسے وقت بتانا چاہیئے تھا کہ وہ انسانیت کی وجہ سے نہیں بلکہ خدائی کی وجہ سے اپنے تئیں خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں۔ صـ ۱۵۱ - ۱۵۲

آتھم۔ یوحنا ۱۰/۳۴ کے متعلق اب زیادہ لکھنا ضروری نہیں۔ صـ ۱۶۰

احمدؑ۔ یوحنا ۱۰/۳۴ میں مسیح نے خدا کا بیٹا کہلانے میں اپنی کوئی تخصیص بیان نہیں کی۔ چاہیئے تھا کہ ان کے سامنے وہ پیشگوئیاں جو آپ نے پیش کی ہیں پیش کرتے۔ لیکن نہیں پیش کیں۔ پس آپ کی پیشکردہ پیشگوئیاں سب ردّ ہوگئیں۔ صـ ۱۶۶

الوہیتِ مسیح اور اُنکی فضیلت و خصوصیّت

آتھم: مسیح کی فضیلت اور تعریف میں بائیبل کی پیشگوئیاں۔ صـ ۹۴

احمدؑ: ۔ مسیح کی تعریفیں اُسوقت مسیح کے حق میں سمجھی جائیں گی جب شرائط کے مطابق انہیں ثابت کروگے۔ صـ ۱۰۸

آتھم - سب نے مدارِ نجات کا المسیح پر رکھا ہے - یہ کیوں کہتے ہو کہ مسیح کی صفات اور نبیوں سے بڑھ کر نہیں - کسی نبی کے بارے میں بجز مسیح کے یہ کہا گیا کہ وہ "ہمتائے خدا" ہے اور دیگر حوالجات -

ص ۱۱۳

احمدؑ - بعض نبیوں کو خدا کہا گیا تو کیا "ہمتا" ہونا پیچھے رہ گیا - بلکہ خدا کہنے سے تو قادرِ مطلق وغیرہ سب صفات آگئیں -

ص ۲۷۹

آتھم - الوہیت کی لازمی صفات المسیح میں محافظ کل ہستی - ہمہ دان - حاضر و ناظر مکانی - قادرِ مطلق مالک الکل اس سے دعا مانگی جاتی تھی وغیرہ -

ص ۱۲۹ - ۱۳۱

احمدؑ - (الف) (۱) مسیح نے اپنی کمزوریوں کا اقرار کیا - قیامت کے متعلق اپنی لاعلمی ظاہر کی - علم روح کی صفات میں سے ہے نہ کہ جسم کی اگر خدا تھے تو لاعلمی کی کیا وجہ ہے -

(۲) پھر کہا کہ تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے - نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا -

(۳) زبدی کے بیٹوں کی ماں کی درخواست پر کہ اس کے بیٹے دائیں بائیں بیٹھیں کہا کہ مجھے اس کا اختیار نہیں -

(۴) پھر صلیب سے بچنے کے لئے ساری رات دعا کی اور دوسروں سے کروائی لیکن پھر بھی منظور نہ ہوئی -

ان پیشگوئیوں کی کیا وقعت رہتی ہے جبکہ وہ خود قادرِ مطلق ہونے سے انکار کرتا ہے -

ص ۱۳۶

(ب) مسیح کے اپنے اقوال اور افعال سے اُنکا عاجز انسان ہونا ثابت ہوتا ہے - ہاں نبی اللہ بیشک ہیں خدا تعالیٰ کے بھیجے رسول ہیں - اللہ جلّ شانہ قرآن کریم میں فرماتا ہے قل ارأیتم ما تدعون من دون اللہ اروني ماذا خلقوا من الارض - الی - عن دعائهم غافلون -

ص ۱۳۷

(ج) جیسے مَیں نے قرآن مجید سے ابطال الوہیت مسیح پر عقلی دلیل پیش کی ہے ویسے آپ بھی اپنی الہامی کتاب سے عقلی دلیل پیش کریں -

ص ۱۳۲

(د) جو پیشگوئیاں الوہیت مسیح کے اثبات کے لئے پیش کی ہیں وہ ہنوز برنگ دعاوی ہیں جو اپنے ثبوت کی محتاج ہیں - دلائل عقلیہ پیش کریں - مسیح تو خود خدا ہونے سے انکار کرتے ہیں یوحنا ۱۰/۳ کا حوالہ -

ص ۱۳۳ - ۱۳۵

آتھم - (الف) مَیں اس گھڑی سے آگاہ نہیں دائیں بائیں بٹھانا میرا اختیار نہیں - یہ کلمات اُسکے نسبت انسانیت کے ہیں - نیک سوائے خدا کے کوئی نہیں یہ اس شخص سے کہنا تھا جو اُسے منجی اور مالک ہر شے کا نہیں مانتا تھا -

ص ۱۴۱

(ب) مسیح نے حواریوں سے اپنے لئے نہیں بلکہ اُن سے کہا کہ وہ اپنے لئے دُعائیں مانگیں -

ص ۱۵۰

(ج) اس سوال کا جواب کہ مسیح نے کیا بنایا یہ ہے کہ بہ حیثیت انسانیت اُس نے کچھ نہیں بنایا لیکن بحیثیت اقنوم ثانی سب کچھ اُسی کے وسیلہ سے ہے

ص ۱۴۲ و ۱۴۴

(د) ڈاکٹر کلارک - پیشگوئیاں دعوے نہیں

بلکہ صداقتیں ہیں۔ ص ۱۶۲

احمد - (ا) آپ "مخصوص" کو مقدس کے معنوں میں لیتے ہیں مگر اس سے بھی انکی کوئی خصوصیت ثابت نہیں ہوتی۔ مخصوص کا لفظ اور نبیوں کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ ص ۱۶۴

(ب) آپ نے "بھیجے ہوئے" سے الوہیت کے معنے نکالے ہیں۔ حالانکہ موسیٰ اور ہارون کے لئے بھی "بھیجا" کے لفظ آئے ہیں۔ مثلاً سموئیل ۱۲/۸۔ پیدائش ۴۵/۷۔ "خدا نے مجھے یہاں بھیجا" یرمیاہ ۲۵/۲۲۴

(ج) ہندو بھی تو راجہ رامچندر۔ کرشن۔ برہما بشن وغیرہ کو خدا بناتے ہیں اور اُن کے معجزات بتاتے ہیں۔ کیا ایسے متفرق خداؤں میں سے کسی کو سچا خدا ثابت کرنے کے لئے معقولی دلائل کی ضرورت نہیں۔ میں نے قرآن مجید سے معقولی دلائل پیش کرکے مسیح کی عدم الوہیت کو ثابت کیا ہے۔ ص ۱۶۴-۱۶۵

(۲) وقالت الیہود عزیر ابن اللہ۔ و قالت النصاریٰ المسیح ابن اللہ۔ الی۔ و لوکرہ المشرکون۔ انہی خرابیوں کی اصلاح کے لئے آنحضرت صلعم کی بعثت ہوئی۔

(۳) ابطال شرک کیلئے دو آیتیں۔ اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم -الی- عما یشرکون۔ اور آیت ام جعلوا للہ شرکاء خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیہم -الی- الواحد القہار۔ یہ صفات لازم غیر منفک ہیں۔ تو احیاء۔ اماتت خالقیت وغیرہ صفات مسیح میں ثابت کرو۔ ڈپٹی صاحب

کا جواب کہ یہ سب کچھ مسیح کا ہی پیدا کردہ ہے کیا یہ صرف دعوٰی نہیں ہے؟ ص ۱۶۸-۱۶۹

(د) (۱) عہد عتیق کے یہودی پیشگوئیوں سے یہ نہ سمجھے کہ مسیح خدا ہوگا۔ ص ۱۷۹-۱۸۰

(۲) پیشگوئیوں کو دعاوی نہ ماننے کا قاطع جواب۔ ص ۱۸۲

ڈاکٹر کلارک (آتھم صاحب کی بیماری کی وجہ سے انکی جگہ پیش ہوئے)

ا۔ رامچندر وغیرہ نے کونسے الٰہی کار کئے میرے نزدیک جلالی انجیل اور ایک نبی اللہ برحق کو اور اہل کتاب کے مسئلوں کو بت پرستوں اور بت پرستوں کی کتابوں سے تشبیہ دینا ہی گناہ ہے۔ ص ۱۷۲

ب۔ مسیح کا بھیجا ہوا ہونا اور طرح کا ہے میں باپ سے نکلا ہوں اور باپ پاس جاتا ہوں۔ ص ۱۷۴

احمد - (ا) رامچندر اور کرشن کے ذکر سے میرا مطلب صرف اتنا تھا کہ اگر دعوٰی سے انسان سچا ہو سکتا ہے تو دعوٰی کرنے والے تو دنیا میں بہت ہیں۔ اگر ان میں کوئی سچا ہے تو سچائی کے دلائل پیش کرے۔ ص ۱۸۳

(ب) "بھیجا گیا" جب کسی نبی کے لئے استعمال ہوا ہے تو مقام متنازعہ فیہ کے علاوہ سوائے ماموریت کے ثابت کر دیں تو شرط کے طور پر جو چاہیں ہم سے وصول کر سکتے ہیں۔

"بھیجا گیا" اور "مخصوص" کا لفظ انسان کے بارے میں آیا ہے۔ ص ۱۸۱

(ج) (۱) اہمیت مسئلہ الوہیت مسیح

عیسائیوں کے نزدیک جو الوہیت مسیح کا انکار کرے وہ ہمیشہ جہنم میں گرایا جائیگا۔ اور قرآن کی رو سے جو شخص کسی کو یا خود خدا کہے وہ جہنم کے لائق ٹھیریگا۔ آیات متعلقہ۔ ص ۱۷۸-۱۷۹

(۲) عہد عتیق کے ماہر یہودی پیشگوئیوں سے یہ نہ سمجھے کہ مسیح خدا ہوگا۔ ص ۱۷۹-۱۸۰

(۳) خروج ۲۰/۳ وغیرہ میں لکھا ہے کہ خدا کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کر۔ اور مسیح نے بھی یوحنا ۱۷/۳ میں یہی تعلیم دی۔ ص ۱۸۰-۱۸۱

(۴) فرقہ یونیٹیرین مسیح کو خدا نہیں مانتا اور اسی انجیل سے تمسک کرتا ہے۔ لہذا الوہیت مسیح کا عقیدہ متفقہ نہ ہوا۔ ص ۱۸۱

اسی طرح رومن کیتھولک کا اختلاف ہے پھر آپ کا اتفاقی مسئلہ کو چھوڑ کر اختلافی کو پکڑنا کیونکر جائز ہے۔ ص ۲۲۴

(۵) یوحنا ۱۰/۳۴ میں ابن اللہ کا اطلاق اپنے پر دوسروں کے ہمرنگ قرار دیتے ہیں۔ ص ۱۸۱

(۶) قیامت کا علم نہیں۔ نیک کوئی نہ کہے۔ میں خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں وغیرہ۔ ص ۱۸۱

(۷) مسیح کے معجزات دوسرے معجزات سے مشابہ بلکہ اُن سے کسی قدر کم ہیں۔ پھر بیت حسدا کے تالاب کے قصہ سے اُن کی وقعت اور بھی کم ہو جاتی ہے۔

ص ۱۸۲

ڈاکٹر کلارک۔ (ل) یونیٹیرین عیسائیوں میں سے کوئی فرقہ نہیں۔ رومن کیتھولک اپنے دل کے کفر سے مریم کو خدا کی ماں قرار دیتے ہیں۔ ص ۱۸۶

(**آتھم**:۔ یونیٹیرین اور کیتھولک مسیحی تو کہلاتے ہیں مگر ہم انہیں بدعتی مسیحی کہتے ہیں ص ۲۲۸)

(ب) آپ نے ایسی دلیل طلب کی ہے جس میں کسی کو شک نہ ہو۔ صاف اقرار کرتا ہوں کہ میں عاجز ہوں بلکہ خدا بھی عاجز ہے۔ ص ۱۸۹

احمدؑ۔ (ل) مسیح میں دو روحیں تو ہو نہیں سکتیں اگر انسانی روح تھی تو خدا نہیں کہلا سکتا۔ اگر خدائی تھی تو انسان نہیں ہوسکتا۔

(ب) جب تینوں اقانیم کامل ہوئے تو مل کر اکمل ہونا چاہیئے۔ ص ۱۹۵-۱۹۶

آتھم:۔ (ل) ہم بلا مبادلہ کا مقدمہ کہ اس کا مدار ثبوت الوہیت مسیح پر ہے۔ سو ہم نے ثابت کر دیا کہ اس مسیح کو جو مخلوق مرئی ہو اللہ نہیں کہتے مگر مظہر اللہ کہتے ہیں۔ ص ۲۰۲

بقیہ بحث دیکھو زیر "مظہر اللہ"

(ب) **حیات مسیح**۔ کیا مسیح کا پیدا ہونا مارا جانا۔ جی اٹھنا۔ اور صعود کرنا اس کے بھی کچھ معنے ہیں یا نہیں۔ ص ۲۱۶

احمدؑ:۔ (ل) مسیح کی خصوصیت کفارہ اور مسیح کا آسمان پر جانا۔ صرف دعاوی ہیں۔ ہم کب مانتے ہیں کہ وہ مردوں سے جی اٹھا۔ ہاں حضرت مسیح کا وفات پانا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اگر جی اٹھنے سے روحانی زندگی مراد لیں۔ تو سب نبی زندہ ہیں۔ کیا حواریوں نے حضرت موسیٰ

اور الیاس کو نہیں دیکھا اور لعاذر مرنے کے بعد حضرت ابراہیمؑ کی گود میں نہیں بٹھایا گیا۔ صـ ۲۲۲

(ب) پھر اس زندگی میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حیات اقوی اور اعلیٰ رکھتے ہیں۔ چنانچہ میں نے کئی دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھا باتیں کیں اور مسائل پوچھے ہیں۔ اگر مسیح زندہ ہیں تو کیا آپ لوگوں میں سے کسی نے بیداری میں انکو دیکھا ہے۔ صـ ۲۲۳

(ج) یہ کہنا کہ مسیح گناہ سے پاک دوسرے نہیں یہ دعوی ہے۔ حضرت مسیح نے کس مقام میں فرمایا میں خدا کے حضور ہر ایک قصور اور خطا سے پاک ہوں۔ متی باب ۱۹ میں نیک ہونے سے انکار کیا۔ اور اُن کے قول " کون تم میں سے مجھ پر الزام لگا سکتا ہے " کا صحیح مطلب۔ صـ ۲۲۴

آتھم ۔ مسیح کی پیدائش معجزہ تھی یا نہیں؟ صـ ۲۲۸ - ۲۳۸

احمدؑ مسیح کا بن باپ پیدا ہونا مبری نگاہ میں کچھ عجوبہ نہیں۔ حضرت آدمؑ ماں اور باپ دونوں نہیں رکھتے تھے۔ برسات آتی ہے ضرور باہر جاکر دیکھیں کتنے کیڑے مکوڑے بغیر ماں باپ کے پیدا ہوتے ہیں۔ اس سے مسیح کی خدائی کا ثبوت نکالنا غلطی ہے۔ صـ ۲۸۱

آتھم ۔ سوال ۔ معجزات ۔

محمدؐ صاحب کو صاحب معجزہ ہونے سے انکار مطلق ہے۔ فأتوا بسورة من مثله ایک بڑا معجزہ فصاحت و بلاغت کا بیان کرتے ہیں مگر فصاحت و بلاغت کے دعوی کا قرآن میں لفظ تک نہیں۔ نہ قرآن میں فصاحت و بلاغت ہے۔ صـ ۲۲۷

(۲) معجزہ کوئی چھوٹا بڑا نہیں ہوتا۔ نبی اسلام کا تو کوئی معجزہ آپ نے ثابت نہیں کیا۔

احمدؑ ۔ قرآن معجزات سے بھرا ہوا ہے۔ وہ خود معجزہ ہے۔ پیشگوئیاں تو اس میں دریا کی طرح بہ رہی ہیں ضعفِ اسلام کے وقت اُس کے غالب آنے کی خبر دی۔ جبکہ کفار یہ ظاہر کرتے تھے کہ یہ دین جلد تباہ ہو جائیگا یریدون لیطفئوا نور اللہ الآیہ۔ سلطنت روم کے غلبہ کی اس کے مغلوب ہونے کے بعد خبر دی۔ شق القمر کا معجزہ بھی موجود ہے۔ اگر نظام کے مخالف ہونے کا وسوسہ گذرے تو یوشع بن نون اور یسعیاہ نبی کی نظیر دیکھ لیجیئے۔ مگر مسیح کے معجزات کا ہمیں کچھ پتہ نہیں لگتا۔ بیت حسدا کے حوض نے اُنکی رونق کھودی تم سے ابھی بعض نہیں مریں گے کہ میں آسمان سے اُتر آؤنگا۔ کب پوری ہوئی۔ بادشاہت کہاں ملی جس کیلئے تلواریں خریدی گئی تھیں۔ بارہ حواریوں کو بہشتی تختوں کا وعدہ ہوا تھا۔ اسکریوطی کو تخت کہاں ملا۔ صـ ۲۷۹ و صـ ۲۹۰ - ۲۹۱

(۲) کمال فصاحت و بلاغت کا دعوی آیت بلسان عربی مبین میں کیا گیا ہے۔ پھر اس کی نظیر مانگی گئی ہے۔ صـ ۲۹۱

آتھم ۔ کس نبی پر روح القدس شکل مجسم کبوتر کی مانند نازل ہوئی اور کونسا نبی اس کے مساوی ہے؟

احمدؑ ۔ اگر روح القدس کسی عظیم الجثہ جانور کی شکل پر جیسے ہاتھی یا اونٹ حضرت مسیح پر نازل ہوتا تو کچھ ناز کی جگہ تھی۔ دیکھو حواریوں پر بقول ان کے آگ کے شعلوں کے نازل ہوا جس میں

کبوتر بھی حل جاتا ہے۔ صفحہ ۲۵۱

آتھم:- کبوتر بے آزار اور خبر دہندہ امان کا بوقت طوفانِ نوح تھا۔ ہاتھی اور اونٹ کو تورات میں ناپاک جانور لکھا ہے۔ صفحہ ۲۵۹

احمد:- کونسا نبی اس کے مساوی ہے کا جواب یہ ہے کہ (الف) موسیٰ افضل ہیں جن کے لئے بطور تابع اور مقتدی کے حضرت مسیح آئے اور ان کی شریعت کے تابع کہلائے۔ صفحہ ۲۵۱

(ب) معجزات میں بعض نبی حضرت مسیح سے ایسے بڑھے ہوئے ہیں کہ بموجب آپ کی کتابوں کے اُن کی ہڈیوں کے چھونے سے مُردے زندے ہو گئے۔ مسیح کے معجزات تو پراگندگی میں پڑے ہیں۔ یوحنا باب ۵ میں مذکورہ تالاب کا قصہ مسیح کے تمام معجزات کی رونق کھو دیتا ہے۔ پیشگوئیوں کا تو آگے ہی نرم اور پتلا حال ہے۔ صفحہ ۲۵۱

(ج) اگر ضمناً افضل ہوتے تو حضرت یوحنا سے اصطباغ کیوں پاتے اور اس کے روبرو اپنے گناہوں کا اقرار کیوں کرتے اور نیک ہونے کا کیوں انکار کرتے صفحہ ۲۵۱

(د) الوہیت ہوتی تو شیطان کو کیوں جواب دیتے کہ بجز خدا کے کسی اور کو سجدہ مت کر۔ صفحہ ۲۵۱

آتھم - (الف) موسیٰ نے کہا۔ اپنی مانند والے نبی کی بات سنو۔ تو جس کی سُنی جائے وہ بڑا ٹھہریگا۔ یا جس کا سُننا بند ہو جائے۔ صفحہ ۲۵۹

(ب) یوحنا نے کہا۔ میں اس کے جوتے کا تسمہ کھولنے کے قابل نہیں اور یسوع نے مراد ظاہر کر دی یعنی کہ کل راستبازی پوری ہو۔ یعنی متابعت شریعت موجودہ کی جائے۔ صفحہ ۲۶۱

(ج) انسان مسیح کا شیطان سے آزمایا جانا کیا نقصان اس کی الوہیت کا رکھتا ہے۔ صفحہ ۲۶۱

استقراء

احمد - دلیل استقراء پر بحث اور اُس کی تائید میں مثالیں۔ صفحہ ۹۹-۱۰۰

آتھم - (الف) استقراء کی شرح کا طلبگار ہوں۔ صفحہ ۱۰۳

(ب) استقراء پیدائش آدم اور حوا میں نہیں لگ سکتی۔ پس قاعدہ عامہ میں استثناء جائز ہے۔ صفحہ ۱۰۹

احمد - (الف) استقراء کی تعریف کہ جزئیات مشہودہ کا جہاں تک ممکن ہے تتبع کر کے باقی جزئیات کا انہی پر قیاس کر دیا جائے۔ صفحہ ۱۱۳

پس دلیل قد خلت من قبلہ الرسل جو بطور استقراء بیان کی گئی قطعی اور یقینی ہے۔ صفحہ ۱۱۴

(ب) مسیح کے وجود کو استقراء توڑنے کے لئے پیش کرنا مصادرہ علی المطلوب ہے۔ استقراء کے خلاف کوئی امر خاص اسوقت تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ اس کو ادلہ عقلیہ یا تاریخیہ سے ثابت کیا جائے حضرت آدم کی پیدائش فریقین نے پیدائش خاص مان لی ہے اور وہ بھی ایک سنت اللہ طرز پیدائش میں ثابت ہو چکی ہے۔ اگر اسی طرح حضرت مسیح کا ابن اللہ ہونا یا خدا ہونا اور سلسلہ سابقہ مشہودہ کو توڑ کر بحیثیت خدائی و ابنیت خدا تعالیٰ کا دنیا میں آنا دلائل عقلیہ سے ثابت کر دکھلادیں۔ پھر

کوئی وجہ انکار کی نہ ہوگی - ص ۱۱۴ - ۱۱۵

آتھم - استقراء کا جواب کہ مقدمہ مسیح کا بالکل استثنائی ہے - ص ۱۱۹

تثلیث

احمد - (ا) جب خدا تعالیٰ کے لئے مستجمع جمیع صفات کاملہ ہونا اور اپنے کمال میں دوسرے کا محتاج نہ ہونا ضروری ہے تو پھر وہ تین کیونکر ہو گئے - تفریق ناموں کی چاہتی ہے کہ کسی صفت میں کمی بیشی ہو - مگر آپ کمی بیشی نہیں مانتے - تو پھر تینوں میں مابہ الامتیاز کیا ہوا؟ ص ۱۰۶

(ب) ایک کامل اقنوم کی موجودگی میں دوسرے دو اقنوموں کی کیا ضرورت پھر تینوں کے اکٹھا ہونے سے الوہیت میں کوئی زیادہ قوت بھی نہ بڑھی - ص ۲۱۱ - ۲۱۲

آتھم - (ا) - تثلیث کا سر صورت واحد میں تو ایک ہے - صورت ثانی میں نہیں ص ۱۱۱

(ب) خدائے اب وہ بے مثل بے حدی کے قائم فی نفسہ ہے - ابن اور روح القدس لازم ملزوم ساتھ خدائے اب کے ہیں - پس یہ ماہیت میں ایک اور فی نفسہ لازم و ملزوم ہونے کے باعث تین ہیں - ص ۱۱۱ و ص ۲۰۳

(ج) کثرت فی الوحدت عہد عتیق میں موجود ہے اگر موجود نہ ہوتی تو یہودی صادق ٹھہر سکتے تھے پیدائش ۱/۲۶ و ۳/۲۲ دونوں جگہ خدا کے لئے الوہیم جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے - فرشتے مراد نہیں - متن میں ان کا ذکر نہیں - سر سید کا اسے تعظیمی لیکر مثالیں دینا غلط ہے - ص ۱۱۹ - ۱۲۱

(د) الوہیت کی لازمی صفات المسیح میں ہیں - دیکھو "الوہیت مسیح اور انکی فضیلت و خصوصیت"

ڈاکٹر کلارک (ا) محمدی وحدانیت اسلئے نہیں مانتا کیونکہ وہ ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے - لیکن کثرت فی الوحدت ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس کا سمجھنے والا پیدا ہوا نہ ہوگا - انسانی عقل اللہ تعالیٰ کو سمجھے توبہ توبہ - خدا کی بات خدا ہی جانے - ص ۱۸۵ - ۱۸۶

(ب) انجیل اور عہد عتیق سے تثلیث کا استنباط ہے - ص ۱۸۷

احمد - جب تینوں اقانیم کامل ہوئے تو ملکر اکمل ہونا چاہیئے - کیونکہ مثلاً جب تین چیزیں تین تین سیر فرض کی جائیں وہ سب ملکر نو سیر ہونگی - ص ۱۹۶

آتھم - خدا تعالیٰ کی ذات کثیف نہیں لہذا اس میں وزن کیونکر ہو - ص ۲۰۳

احمد - کلام مجسم - روح القدس بھی مجسم خدا بھی مجسم کیونکہ اس نے یعقوب سے کشتی لڑی اور جسم بغیر وزن کے نہیں ہوتا - ص ۲۱۱

(ب) کثرت حقیقی اور وحدت حقیقی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں - اعتباری ٹھہرانا آپ کا مذہب نہیں - ص ۲۱۱

(ج) ایک سوال - جب مسیح میں دو روحیں نہیں - صرف ایک انسان کی روح ہے - اور خدا ہر جگہ ہے اور حضرت یوسف میں بھی اس کی روح تھی تو مسیح کیونکر دوسرے اقنوم ٹھہرے - نیز اسکا

دوسرا اقنوم ہونا دوری ہے یا دائمی۔ ص ۲۱۱

آتھم۔ (ا) اگرچہ ہر سہ اقانیم کا مجسم ہونا آپ نے بہت صحیح نہیں فرمایا لیکن تاہم مجسم ہونے سے وہ وزنی ہو جاتے ہیں۔ ص ۲۱۷

(ب) ہم یہ نہیں مانتے کہ ایک ہی صورت میں واحد اور ایک ہی صورت میں تثلیث ہے بلکہ ایک صورت میں ایک اور دوسری صورت میں تین۔ ص ۲۱۷ و ص ۲۵۹

(ج) انتقام جو و صلح جو شخص واحد آن واحد میں محال مطلق۔ اگر گنہگار کی مغفرت ہو تو یہ ہر دو یکساں چلتے ہیں۔ اور ایک اقنوم سے یہ ادا نہیں ہو سکتے۔ کم از کم دو اقنوم ہونے چاہئیں۔ ص ۲۱۷

(د) تثلیث کی دلیل پیدائش میں۔ دیکھو انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم سے ایک کی مانند ہو گیا۔ ص ۲۱۸

احمد۔ (ا) جب مجسم ہوئے تو وزنی ہونے پر تعجب کیوں۔ کیا کوئی جسم جسمانی لوازمات سے مبرا ہے۔ ص ۲۲۳

(ب) اگر کثرت فی الوحدت اور وحدت میں بجہات مختلفہ کوئی تضاد نہیں تو آپ ان دونوں میں سے حقیقی کس کو مانتے ہیں۔ ص ۲۲۴

(ج) قرآنی توحید مقبول ڈاکٹر کلارک ایسی صاف اور پاک مطابق قانون فطرت ہے جو بچے بھی اس کو سمجھ سکتے ہیں لیکن تثلیث تو آجکل کے فلاسفر بھی خلاف عقل ٹھہراتے ہیں۔ ص ۲۳۵

(د) (۱) تین اقانیم پر آپ نے کوئی دلیل نہیں دی ص ۲۳۹

(۲) ہر ایک نبوت کے سلسلہ میں تین جزؤں کا ہونا ضروری ہے۔ آپ نے خوش فہمی سے اس کا نام تین اقنوم رکھا۔ روح القدس مسیح پر بھی اسی طرح نازل ہوا جس طرح قدیم سے نبیوں پر نازل ہوتا تھا۔ ص ۲۴۰

آتھم۔ کافی ثبوت تثلیث کا دیا گیا ہے عقل سے امکان سے کلام سے وقوعہ اس کا۔ ص ۲۴۶

احمد:۔ عقل سے امکان تثلیث ثابت کرنے اور کلام سے وقوعہ ثابت کرنے کا ابھی تک دعوٰی ہی دعوٰی ہے۔ ص ۲۵۰

جب تینوں کامل تینوں میں ارادہ کی صفت موجود تو اس حقیقی تفریق کے باوجود اتحاد ماہیت کیونکر۔ ص ۲۷۸

قرآن کریم اور انجیل کا موازنہ بحیثیت الہام کامل ہونے کے

اور نجات پر بحث

احمد۔ (ا) قرآن کریم کا دعوٰی اور دلیل کہ میں کامل کتاب ہوں معہ آیات قرآنیہ ص ۹۸

(ب) کلام پاک اور کامل کی تین علامات کا ذکر اس آیت میں ہے الم تر کیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا الآیۃ

۱۔ اصلھا ثابت ۔ اصول ایمانیہ اس کے ثابت اور محقق اور فی حد ذاتہ یقین کامل کے درجہ پر پہنچے ہوئے ہوں اور فطرت انسانی انہیں قبول کرے۔ ارض کے لفظ سے اس جگہ فطرت انسانی مراد ہے
ص ۱۲۴

۲۔ فرعھا فی السماء ۔ صحیفۂ قدرت پر نگاہ کرنے سے اس کی صداقت کھل جائے۔ دوسرے یہ کہ فروعات اس تعلیم کے جیسے اعمال۔ احکام اخلاق کا بیان ایسے کمال درجہ پر ہو کہ اس پر زیادت متصور نہ ہو۔
ص ۱۲۴

۳۔ توتی اکلھا کل حین ۔ ہمیشہ پھل دے ان تینوں نشانیوں کا ثبوت قرآن کریم سے۔ مع آیات متعلقہ ۔
ص ۱۲۵-۱۲۶

آتھم :۔ انجیل کے کامل ہونے کا ثبوت
(۱) مسیح کے سوائے اور کوئی نام نہیں جس سے ہم نجات پاسکیں مسیح نے کہا۔ راہ حق اور زندگی میں ہی ہوں۔ "میں ہوں" یہوداہ کی طرف اشارہ ہے۔
ص ۱۰۴

(ب) فضیلت انجیل :۔ یوحنا $\frac{۱۲}{۴۸-۵۰}$ وہ کلام ہے جس کے موافق کل عالم کی عدالت ہوگی۔
ص ۱۱۳ بقیہ حوالجات دیکھو ص ۱۱۹

احمدؑ ۔ الہام صحیح کے لئے یہی شرط لازمہ ہے کہ اس کے مقامات مجملہ کی تفصیل بھی اسی الہام کے ذریعہ سے کی جائے جیسے صراط الذین انعمت علیھم کی تشریح فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین سے کردی۔
ص ۱۱۵

آتھم ۔ یہ درست ہے لیکن اگر الہام میں ایک تعلیم ایک ہی جگہ ہو۔ اور شرح نہ ہو تو تاویل عقل کو اس میں گنجائش ہے۔
ص ۱۱۵-۱۱۶

احمدؑ ۔ (۱) ملخص بیان ڈپٹی صاحب کہ الہام کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ اپنے دعاوی کو دلائل عقلیہ سے ثابت کرے۔ یہ اس لئے کہ انجیل میں دلائل نہیں پائے جاتے ۔ لیکن خدا تعالیٰ کی سچی کتاب کی یہ ضروری علامت ہے کہ وہ دعویٰ اور دلیل خود پیش کرے اور اس کے ضروری ہونے پر واضح دلیل۔
ص ۱۱۵ - ۱۱۶

(ب) آتھم کے انجیل کے راہ نجات دکھلانے کے کمال کا جواب۔ مثال قرآن کریم سے۔
کمال تعلیم کا دعویٰ ۔ الیوم اکملت لکم دینکم دوسرے محل میں کمال کی تشریح کی الم تر کیف ضرب اللہ مثلاً (جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے)
ص ۱۲۳ - ۱۲۶

آتھم :۔ (۱) مرزا صاحب نے نجات کی بابت قرآن میں کمال نہیں دکھلایا۔
ص ۱۴۱

(ب) توحید اور نجات کا علاقہ ۔ توحید کا علم تو بائبل میں موجود تھا الا اس کلمہ توحید سے نجات کا کیا علاقہ ہے۔
ص ۱۴۲

احمدؑ ۔ نجات کے بارہ میں قرآن کریم کا بیان (۱) آیت وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھوداً او نصاریٰ میں نجات کے متعلق یہودیوں اور عیسائیوں کے دعویٰ کو محض اُن کی آرزوئیں قرار دیکر آیت بلیٰ من اسلم وجھہ للہ الآیۃ میں حقیقی نجات کا ذکر اور آیت قل ان صلوتی ونسکی میں

نجات یاب کا ذکر فرمایا ہے۔ ص ۱۴۳-۱۴۴

(ب) نجات کی علامات مع آیات قرآنیہ۔

۱- خواب۔ الہام۔ مکاشفات کے ذریعہ اُن کو بشارتیں ملتی ہیں۔

۲- تتنزل علیہم الملائکہ۔ اس آیت میں مکالمۂ الٰہیہ اور قبولیت اور خدا کا متکفل ہونا اور اسی دنیا میں بہشتی زندگی کی بنا ڈالنا۔ ان کا حامی و ناصر ہونا بطور نشان بیان کیا گیا ہے۔

۳- آسمانی برکات کے پھل اس کو ہمیشہ ملتے ہیں۔ واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع الآیۃ تم میرے مخصوص اور قریب ہو۔ دوسرے مہجور اور دور ہیں تمہاری دُعاؤں کا مَیں جواب دیتا ہوں۔

۴- ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقاناً۔ ص ۱۴۶

(ج) ۱- سوال۔ اگر انجیل میں کوئی نجات کا طریق لکھا ہے تو قرآن کے بیان کے بالمقابل مسیح کی زبان سے طریق نجات کا مدلل اور معقول طور پر ان کی تقریر کے حوالے سے پیش کریں

۲- نیز نجات یابی کی علامات بھی لکھی ہونگی آپ بتائیں کہ وہ نشانیاں آپ صاحبوں کے گروہ میں یا بعض اس گروہ کے سردار اور پیشوا میں جو اوّل درجہ پر ہیں پائی جاتی ہیں تو اُن کا ثبوت دیں۔ ص ۱۴۷-۱۴۸

۳- قرآن کا نجات دینا میں نے بچشم خود دیکھ لیا ہے۔ مَیں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں بالمقابل اس بات کو دکھلانے کو حاضر ہوں۔

اگر اقرار کرو کہ آپ کے مذہب میں نجات نہیں پائی جاتی۔ پھر میں یک طرفہ ثبوت دینے کے لئے مستعد ہوں۔ ص ۱۴۹

(د) دیکھنا یہ ہے کہ کس مذہب کی کتاب میں قانون کی خلاف ورزی کی سزائیں یا طریق معافی انسب و اولیٰ طریق پر موجود ہیں۔ معافی کے طریق کا ذکر قرآن مجید سے۔ ص ۲۰۸-۲۱۰

آٹھم - قرآن کریم کی تعلیم پر اعتراضات جبر و قدر اور جہاد کے متعلق دیکھو "جبر و قدر اور جہاد"

نہم - قرآن کریم کے کلام اللہ ہونے کے متعلق ثبوت تفصیل وار تو لکھ نہیں سکتا لیکن اتنا کہتا ہوں کہ منجملہ ان ثبوتوں کے

۱- بیرونی دلائل ہیں۔ جیسے پیش از وقت نبیوں کا خبر دینا جو انجیل میں بھی پاؤ گے

۲- ضرورتِ حقّہ کے وقت پر قرآن کا آنا جبکہ عملی۔ اعتقادی۔ اخلاقی حالت بگڑ چکی تھی۔

۳- اس کی حقانیت کی دلیل تعلیم کامل ہے۔

۴- اس نے آکر موسیٰ کی تعلیم کو بھی ناقص ثابت کر دیا جو ایک شق سزا پر اور مسیح کی تعلیم کو بھی جو ایک شق رحم پر زور دے رہی تھی۔ قرآن انسانی درخت کی تمام شاخوں یعنی تمام قویٰ کو زیر بحث لایا اور تمام کی تربیت کے لئے اپنے اپنے محل اور موقع پر حکم دیا۔ ص ۲۸۹

(ب) دوسرا کمال قرآنی تعلیم کا کمال تفہیم ہے عامی اور فلسفی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ص ۲۸۹

(ج) تیسرا کمال قرآن کریم کا اس کی تاثیرات ہیں۔
حواریوں اور صحابہؓ کے مقابلہ سے معلوم ہوگا
کہ کس تعلیم نے قوت ایمان کو انتہا تک پہنچایا
ص ۲۸۹

تعالوا الی کلمۃ الآیۃ میں بتایا کہ زوائد اخلاقی
جو تمام دنیا کے ہاتھ میں ہیں۔ ان کو نکال کر باقی
اسلام ہی رہ جاتا ہے۔ ص ۲۸۹

قرآن مجید کی تعلیم پر اعتراضات اور اُنکے جوابات

جبر و قدر اور جہاد

آتھم۔ (۱) یقولون ھل لنا من الامر شئ
قل ان الامر کلہ للہ یعنی سب امر اللہ کے ہاتھ
میں ہے۔ انجیل میں ایسا نہیں لکھا کہ انسان کو کچھ
بھی اختیار نہیں۔ تاہم اس کے عملوں پر مؤاخذہ ہو
انجیل میں کسی کو جہنمی اور تباہ شدہ نہیں کہا گیا۔
ص ۲۲۶

سب کام اس کے ہاتھ میں ہیں یہ فعل مختاری انسان
میں مداخلت ہے۔ ص ۲۲۶

اور والقدر خیرہ وشرہ من اللہ سے نتیجہ
جبر کا نکلتا ہے۔ ص ۲۳۶

(ب) قرآن تو انسانی اختیار کے متناقض تعلیم
دیتا ہے اور انجیل پوری وضح اور پرشن میں اختیار
در فعل مختاری انسان کا نقیض نہیں کرتی۔ اگرچہ
قرآن میں ساتھ جبر کے قدر بھی ہے لیکن یہ دونوں
باہم متفق نہیں ہو سکتے۔ ص ۲۲۶ نیز دیکھو ص ۲۳۷

(ج) قرآن انسان کو جبریہ قدریہ دونوں ٹھہراتا
ہے۔ جبر اس میں تقدیم رکھتا ہے۔ یہ دونوں باہم
متناقض بھی ہیں۔ دیکھو آیات
۱۔ نساء ع۱۱ بھلائی اور برائی صرف اللہ کی طرف سے ہے
۲۔ نساء ع۱۲ جس کو اللہ نے گمراہ کیا تم اس کو
راہ پر نہیں لا سکتے۔
۳۔ مائدہ ع۷۔ اگر خدا چاہتا تو ایک ہی دین
پر کر دیتا۔
۴۔ انعام ع۱۸۔ اگر اللہ چاہتا تو ہم شریک
نہ ٹھہراتے۔ ایسا ہی پہلے بھی کافر کہتے ہے
ص ۲۶۰

(د) یہ غلط ہے کہ شریر کو شریر بنایا گیا جیسے کہ عام
غلطی ہے کہ شیطان کو شیطان بنایا گیا۔ صحیح
یہ ہے کہ شیطان کو مقدس فرشتہ بنایا گیا تھا۔
ص ۲۶۱

احمد۔ جبر و اختیار

(ا) ۱۔ قرآنی آیات جو انسان کے کسب و اختیار
پر صریح دلالت کرتی ہیں اور آیات پیشکردہ
سے جبر ثابت کرنا صریح غلط فہمی ہے۔ آیت
میں امر کے معنے حکم اور حکومت کے ہیں اور
اس کی تفصیل ص ۲۳۱ - ۲۳۲ نیز دیکھو ص ۲۵۱
۲۔ یہ خیال کہ قرآن میں جبر کے طور پر بعض کو
جہنمی ٹھہرا دیا اور شیطان کا تسلط ان پر
لازمی طور پر دکھا شرمناک غلطی ہے۔ مع
آیات قرآنیہ۔ ص ۲۳۳

الزامی جواب کہ مسیح جیسے نبی کو شیطان
کئی جگہ لئے پھرا اور تمام دنیا کی بادشاہتیں
دکھائیں وغیرہ ص ۲۳۳

۳۔ الامر کلہ للہ اور الیہ یرجع الامر کلہ

احمد - یہ کہنا کہ "فرعون کا دل سخت کر دیا" سے مراد "اس کو شریر ہونے دیا" اور "میں نے شریروں کو برے دنوں کیلئے بنایا" سے مراد "شریروں کو اپنے لئے بنایا" وغیرہ یہ سب رکیک تاویلیں ہیں ص ۲۵۲-۲۵۳

آتھم - قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ و لا بالیوم الآخر - الیٰ - حتیٰ یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون -

ل - (۱) اس آیت میں ایمان بالجبر کا الزام ہے یعنی جو اصول قرآنی کو نہ مانے وہ مارا جاوے اس کا نام ہے ایمان بالجبر ص ۲۲۶-۲۲۷، ص ۲۵۰

(۲) اگر ایمان بالجبر نہ تھا تو عربوں کے لئے ایمان یا القتل کی شرط کیوں لگائی ص ۲۷۵

(ب) موسیٰ کے جہاد میں امان منحصر بہ ایمان کوئی نہ دکھلا سکیگا - ص ۲۲۷

احمد - ل - (۱) اس سے یہ کہاں ثابت ہو گیا کہ یہ لڑائی ابتداءً بغیر انکے کسی حملہ کے ہو گئی تھی - لڑائیوں کے سلسلہ کو دیکھنا ازبس ضروری ہے ص ۲۵۴

(۲) - پہلی آیت جس میں لڑنے کا حکم ہوا وہ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا الآیہ ہے - نیز وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا - اسی طرح آیت واقتلوھم حیث ثقفتموھم واخرجوھم من حیث اخرجوکم و دیگر آیات جن سے ظاہر ہے کہ جنگ میں مسلمانوں نے ابتداء نہیں کی - ص ۲۵۵

(۳) حتیٰ یعطوا الجزیہ اُن اہل کتاب کے لئے ہے جو دعوت حق کے مزاحم ہوئے - مشرکوں کی انہوں نے مدد کی - ان کے ساتھ مل کر اسلام کو نابود کرنا چاہا - پھر بھی انکو جزیہ دینے کی صورت میں قتل کرنے کا حکم نہیں دیا - وھم بدؤکم اول مرۃ - ابتداء انہی کی طرف سے ہوئی -

الزامی جواب :- موسیٰ کی لڑائیاں جن قوموں سے ہوئیں - ان کی طرف سے بنی اسرائیل کو کوئی دکھ نہیں پہنچا تھا - پھر کیسی بے رحمی کی گئی کئی لاکھ بچے بے گناہ قتل کئے گئے - صلح کا پیغام اور جزیہ لینا بھی ثابت ہے - معہ حوالہ جات بائیبل - ص ۲۵۵-۲۵۶

(۴) قرآن شریف میں ہرگز جبر کی تعلیم نہیں اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا الآیۃ یہ رعایت تھی کہ اگر ان میں سے کوئی شخص مقتول ہونے سے پہلے خود بخود ایمان لے آوے تو وہ اس سزا سے بچایا جاوے جو بوجہ اس کے پہلے جرائم اور خونریزیوں کے اسپر واجب تھی اور جو لوگ رعایت سے فائدہ نہ اٹھا دیں اور اپنی مرضی سے ایمان نہ لادیں ان کو سزائے موت انکی پاداش کردار میں دی جائیگی - اس میں ایمان لانے سے جبر کہاں ثابت ہوا - معہ آیات قرآنیہ ص ۲۶۲-۲۶۳ و ص ۲۷۵ و ص ۲۸۶

(۵) اگر اللہ جل شانہ کا منشاء ایمان بالجبر کا ہوتا تو پھر جزیہ - صلح اور معاہدات کیوں جائز رکھتا یہود اور عیسائیوں کے لئے یہ اجازت دی کہ

جزیہ دے کر امن میں آجائیں۔ صـ ۲۶۳ لا اکرہ فی الدین فرمایا۔ صـ ۲۷۵

(۶) قرآن نے بار بار اس اختیار کا ذکر کیا ہے جسکی وجہ سے انسان مکلف ہے۔ قرآن شریف پر جبر کا اعتراض نہیں ہوسکتا۔ نہ ہم جبریہ ہیں: جس حالت میں اللہ تعالیٰ چور کے ہاتھ کاٹنے اور زانی کے سنگسار کرنے کے لئے حکم فرماتا ہے اگر جبری تعلیم ہوتی تو کون سنگسار ہوسکتا تھا۔ صـ ۲۵۲

آتھم۔ سوال:۔ قرآن میں یہ حکم بھی ہے کہ جب کوئی تمہارے سامنے سفید پوشش آکر سلام علیک کہے تو اس کے کپڑے اتار لینے کے واسطے اُسے مکار مت کہو۔ کیا یہ اکراہ نہیں۔ بہتان مکاری اس کے کپڑے اتار لیویں۔ صـ ۲۲۷

احمد۔ اگر یہی تعلیم ہے تو قرآن کی آیت پیش کریں صـ ۲۷۹

آتھم۔ میں نے کہا۔ جو ایسا کرتے تھے جنہیں منع کیا گیا لا اکرہ فی الدین ان کے لئے ہے کہ ایسا اکراہ دین کے معاملہ میں مت کرو۔ صـ ۲۸۳

احمد۔ جہاد۔ (ا) آپ نے اسلامی جہاد کی فلاسفی کو ذرہ بھی نہیں سمجھا اور آیات کی ترتیب کو نظر انداز کر کے بیہودہ اعتراضات کر دیئے ہیں اسلامی جنگوں کی حقیقت اور اس سے متعلق آیات قرآنیہ۔ صـ ۲۴۴-۲۴۵

(ب) کفار اپنی کامیابیوں کو اپنے بتوں کی طرف منسوب کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے چاہا کہ جیسے ان کے بت قرآن کے مقابلہ سے عاجز ہیں ایسا ہی تلوار کے ساتھ کامیاب کرا دینے سے عاجز ہیں۔ عرب تو اپنے سابقہ جرائم اور خونریزیوں کی وجہ سے واجب القتل ہوچکے تھے۔ ہاں مع دوسری رعایتوں کے انہیں یہ رعایت بھی دی گئی کہ اگر کسی کو توفیقِ اسلام نصیب ہو تو ہوسکتا ہے۔ اسمیں جبر کیا تھا۔ صـ ۲۴۴ - ۲۴۵

پس جہاد کی بناء صرف امن قائم کرنے اور بتوں کی شان توڑنے اور حملۂ مخالفانہ کے روکنے کے لئے ہے۔ صـ ۲۵۴

آتھم۔ ایمان بالجبر کا ثبوت دیکھو سورۃ انفال وقاتلوھم حتّٰی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ

(۲) سورہ توبہ۔ جب گذر جائیں مہینہ پناہ کے تو مارو مشرکوں کو اور ڈھونڈو انکو اور گھات میں رہو انکے الا اگر تائب ہوں۔

اگر کوئی مشرک پناہ مانگے تو کلام اللہ کے سن لینے تک ان کو پناہ دے دو اور بعد اس کے مامنہ میں پہنچا دو۔ یعنی ایسے امن کی جگہ کہ غیر انکو تکلیف نہ دیں۔ اور وہ اسلام سے پھر کر مسلمانوں کو تکلیف نہ دیں۔ صـ ۲۵۷-۲۵۸

(۳) توبہ رکوع اول میں لکھا ہے۔ کہدے پیچھے رہے گنواروں کو کہ آگے تم کو مقابلہ کرنا ہوگا ایک سخت لڑنے گروہ کا تم ان کو مارو گے یا وہ مانینگے

احمد۔ قاتلوھم حتّٰی لا تکون فتنۃ یعنی ان کا اس حد تک مقابلہ کرو کہ ان کی بغاوت دُور ہوجائے۔ اور دین کی روکیں اُٹھ جائیں۔ صـ ۲۵۵ و ۲۶۳

(۲) (ا) اگر قرآن نے کل دینوں سے یہی معاملہ

کیا ہے۔ ایمان یا قتل تو آپ پچھے - ورنہ جو حال ہے وہ سمجھ لیجئے - ص ۲۷۵

اور آیت واقتلوھم حیث ثقفتموھم کا حکم معاہدات توڑنے والے مجرموں کے متعلق ہے - مع آیات قرآنیہ - ص ۲۶۴

(ب) ابلغہ مامنہ کی غلط تشریح کی ہے صحیح معنے کہ پھر اس مشرک کو اس کی جگہ امن میں پہنچا دے - ص ۲۶۴

الزامی جواب :- موسوی شریعت کے مطابق تو ان کے بچے عورتیں جوان بڈھے سب تہ تیغ ہو جانے چاہیئے تھے - مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہ کیا بلکہ ہر طرح انکو رعایت دی - ص ۲۶۵

(۲) (ا) موسوی احکام جنگ کا مقابلہ اسلام کی نرم تعلیم سے - ص ۲۶۵

(ب) حضرت موسیٰ کی لڑائیوں کو مقدس سمجھا جاتا ہے - وہ خدا جس نے موسیٰ کو حکم دیا کہ تم مصر کے ناحق ناواجب طور پر لوگوں کے برتن زیور مستعار لے کر دروغگوئی کے طور پر ان چیزوں کو اپنے قبضہ میں کرکے پھر اپنا مال سمجھ لو - ص ۲۶۵

آتھم - ۱ - قہر الہٰی کے حکم کی تعمیل اور بات ہے - پالیسی کی تجویز کی تعبیر اور بات ہے - موسیٰ کو حکم تھا کہ ان سات قوموں کو بالکل عدم کر دو - گویا وہ لڑائیاں بحکم الہٰی تھیں و بانشان - اور قرآن کی لڑائیاں ظاہر ہے کہ پالیسی تھیں - ص ۲۷۰ - ۲۷۱ و ۲۸۳

۲ - مامنہ کے یہ معنے نہیں کہ اس شخص کا گھر اور وطن امن کا ٹھیرایا جائے - بلکہ مراد وہ جگہ ہے جہاں غیر لوگ انہیں تکلیف نہ پہنچا سکیں - اور نہ ان کو دین سے پھر جانیکا پھر موقعہ ملے - ص ۲۷۱

(۳) سونے چاندی کے برتن اور زیور جو بنی اسرائیل نے مستعار لئے تھے وہ سونا چاندی جس حقیقی مالک کی یعنی خدائی ملک ہیں اس نے اجازت دی کہ اپنے پاس رہنے دو - پھر اس میں ظلم کونسا - ص ۲۷۱

احمد - ۱ - قاضیوں ۱/۲۸-۳۰ امان بشرط جزیہ دیکھ چکے - صلح کا پیغام بھی سن چکے - استثنا ۲۰/۱۰ اگر قہر تھا تو پھر صلح کیسی؟ ص ۲۷۵

۲ - (ا) ننھے ننھے شیر خوار بچوں کو اُنکی ماؤں کے سامنے تلواروں اور برچھیوں سے قتل کرنا اگر خدا تعالےٰ کے حکم سے ہے تو پھر قرآنی جہاد کیوں جائے اعتراض ہے - ص ۲۷۵

(ب) سات قوموں کو عدم نہ کیا گیا - صلح کی گئی - جزیہ پر چھوڑے گئے - عورتیں باقی رکھی گئیں - ص ۲۷۵

آتھم - ۱ - ان سات قوموں سے صلح کی اجازت نہیں دی گئی اور نہ جزیہ دینا اُن سے قبول ہوا - ص ۲۸۳

۲ - جو شخص ایمان کے بعد تکفیر برنام اللہ کرے - بشرطیکہ وہ مجبور نہ ہو اور اپنے دل میں مطمئن ہو اس پر اللہ کا غضب ہے - یہ صاف ناحق کی خوف پرستی ہے بجائے حق پرستی کے - ص ۲۶۹

احمد۔ ل۔ (۱) یہ کہنا کہ سات قوموں کو قتل کیا گیا کوئی رعایت نہ کی گئی یہ تورات کے خلاف ہے۔ دیکھو قاضیوں ۱/۲۱ کنعانیوں سے جو ان سات قوموں میں سے ایک قوم تھی خراج لینا ثابت ہے۔ پھر قاضیوں ۱/۳۵ اور یشوع ۱۶/۱۰ قوم اموریوں سے جزیہ لیا گیا۔ صـ ۲۸۷

(۲) اگر یہی تعلیم ہے تو قرآن میں یہ حکم کیوں ہے کہ ان یجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اور کانھم بنیان مرصوص۔ لا یخشون احدًا الا اللہ۔ اصل بات یہ ہے کہ ایمانداروں کے مراتب ہیں منھم ظالم لنفسہ الآیۃ اور اس کی تفصیل۔ صـ ۲۷۶

(ب) ۱۔ پولوس کا حال آپ پر پوشیدہ نہیں۔ یہودیوں میں جا کر یہودی اور غیر قوموں میں غیر قوم۔

۲۔ پطرس نے بھی ڈر کر تین دفعہ انکار کیا اور مسیح پر لعنت بھیجی۔

۳۔ اب بھی بعض انگریز اسلامی ملکوں میں جا کر اپنا مسلمان ہونا ظاہر کرتے ہیں صـ ۲۷۶

آتھم:۔ (ل) مجبوری میں خدا کا انکار کرنا یہ ناحق خوف پرستی ہے۔

(ب) ۱۔ پولوس بے ایمان دورنگا نہ تھا۔ اس کے قول سے مراد یہ ہے کہ جہاں تک میں اتفاق کرسکتا ہوں نفاق نہ کرونگا۔ صـ ۲۸۴

۲۔ پطرس کا انکار صاف گناہ ہے۔ مسیح پر اس نے لعنت نہ کی تھی بلکہ اپنے اوپر کی صـ ۲۸۴

۳۔ بے ایمان انگریزوں کا حوالہ کیوں دیتے ہو۔ کیا وہ انجیل ہیں۔ صـ ۲۸۴

احمد۔ خوف زدہ ہونے کی حالت میں ایمان چھپانا قرآن کی تعلیم نہیں۔ قرآن نے بعض ایسے لوگوں کو جن پر یہ واقع وارد ہوگیا تھا ادنیٰ درجہ کے مسلمان سمجھ کر ان کو مومنوں میں داخل رکھا ہے بعض دفعہ حضرت مسیح بھی یہودیوں کے پتھراؤ سے ڈر کر کنارہ کرگئے۔ بعض دفعہ توریہ کے طور پر اصل بات کو چھپا دیا۔ متی ۱۶/۲۰ میں شاگردوں کو حکم دیا کہ کسی سے نہ کہنا میں یسوع مسیح ہوں۔ صـ ۲۸۷

آتھم۔ قسم چھوٹا بڑے کی کھا سکتا ہے معنے قسم یہ ہیں کہ اگر بیان جھوٹا ہو تو اس بڑے کی مار اس پر پڑے۔ لیکن قرآن میں اونچی چھت ابلتے پانی۔ زیتون اور قلم وغیرہ کی قسمیں کھائی ہیں تو یہ چیزیں خدا کو کیا نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ صـ ۲۷۰

احمد:۔ یہ ایک خاص اصطلاح ہے جو قسموں کی صورت میں اللہ جلشانہ ایک امر بدیہہ کو نظری کے ثبوت کے لئے پیش کرتا ہے یا ایک امر مسلّم کو غیر مسلّم کے تسلیم کرانے کے لئے پیش فرماتا ہے اور جس چیز کی قسم کھائی جاتی ہے وہ درحقیقت قائم مقام شاہد ہوتی ہے صـ ۲۸۱

بقیہ اعتراضات آتھم

ذوالقرنین کے سورج کو دلدل کی ندی میں غروب ہوتے پایا جو خلاف واقعہ ہے۔

اور اعتراض گرین لینڈ اور آئس لینڈ میں جہاں چھ ماہ تک سورج نہیں نکلتا روزہ رکھنے کی

حدود۔ دن کی سفید دھاری نکلنے سے لیکر شام کی سیاہ دھاری تک کی پابندی کیسے ہوگی؟

جوابات دیکھو صفحہ ۲۷۶-۲۷۷ و صفحہ ۲۸۸

الزامی جواب:۔ ملکہ سبا زمین کے کنارہ سے سلیمان کی حکمت سننے آئی۔ حالانکہ زمین گول ہے کنارہ کے کیا معنے؟ اور یسعیاہ ۱۴/۷ میں زمین کو ساکن لکھا ہے حالانکہ وہ متحرک ہے

صفحہ ۲۷۷

کفارہ

رحم بلا مبادلہ اور رحم وعدل اور مالکیت اور قانون پر بحث

آتھم۔ پہلا سوال رحم بلا مبادلہ پر ہے یعنی کہ رحم ہو اور تقاضا عدل کا لحاظ نہ ہو۔

دوسرا سوال۔ گناہ جب تک باقی رہے تو صورت رہائی گنہگار کی کونسی ہے۔ قرآن نے تین راہ نجات لکھے ہیں۔

۱۔ گناہ کبائر سے بچیں تو صغائر معاف ہو جائینگے

۲۔ اگر افعال شنیعہ کا وزن افعال حسنہ سے بڑھیگا تو رحم کے مستحق ہو جاؤ گے۔

۳۔ رحم کے مقابلہ عدل اپنے تقاضا سے دست بردار ہو جاتا ہے۔ رحم عدل پر غالب آجاتا ہے ان دونوں صورتوں میں مبادلہ عدل کچھ نہ ہوا۔ اور یہ رحم بلا مبادلہ ہے۔ جسنے عدالت اور صداقت صفات الٰہی کو ناقص کر دیا۔ صفحہ ۱۹۷

احمد:۔ رحم بلا مبادلہ کی بنیاد الوہیت مسیح پر ہے اسکا رد ۱۹۵-۱۹۶ دیکھو "الوہیت مسیح"

(ب) رحم بلا مبادلہ کیلئے قانون قدرت دیکھا جائیگا رحم کے مقابل پر قہر ہے۔ اگر رحم بلا مبادلہ جائز نہیں تو قہر بھی جائز نہ ہوگا۔ لیکن ہزارہا کیڑے مکوڑے اور ہزارہا حیوانات بغیر کسی ثبوت جرم اور خطا کے قتل اور ذبح کئے جاتے ہیں۔ غور سے دیکھا جائے تو ہمارے تمام امور معاشرت خدا تعالےٰ کے قہر بلا مبادلہ پر چل رہے ہیں۔ یہ کس گناہ کے عوض ہو رہا ہے۔ پس جب قہر بلا مبادلہ ہوتا ہے تو بلا مبادلہ رحم کرنا اخلاقی حالت سے انسب اور اولیٰ ہے۔ صفحہ ۱۹۷

(ج) حضرت مسیح وصیت فرماتے ہیں۔ تم اپنے گناہگار کی خطا بخشو نہ صرف سات مرتبہ بلکہ ستر کے سات مرتبہ تک گناہوں کو بخشتا جا۔ اگر یہ بات اللہ تعالیٰ کی صفات کے خلاف ہے تو ایسی تعلیم کیوں دی گئی۔ صفحہ ۱۹۷-۱۹۸

(د) ہمیشہ نیکوں کی شفاعت۔ اور موسیٰؑ کی شفاعت سے کئی دفعہ بدوں کے گناہ بخشے گئے۔ حوالہ جات از بائیبل۔ صفحہ ۱۹۸

(ھ) قرآن شریف نے دو قسم کے حقوق ٹھہرائے حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ حق العباد میں مظلوم جبتک اپنے حق کو نہیں پا لیتا یا حق نہیں چھوڑ دیتا وہ حق قائم رہتا ہے۔ اور حق اللہ میں جب کوئی فرمانبرداروں کی جماعت میں داخل ہو کر توبہ استغفار کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے اخلاص کی وجہ سے اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔ جس طرح نفسانی لذت کے حاصل کرنے کے لئے اس نے گناہ کی طرف قدم اٹھایا تھا اب اس نے گناہ کے

ترک کرنے میں طرح طرح کے دکھوں کو اپنے پر لیا۔ پس یہ صورت معاوضہ ہے جو اس نے اپنے پر اطاعت الٰہی میں دکھوں کو قبول کر لیا ہے۔ ایسے رحم بلا مبادلہ ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ ص ۱۹۹

(و) ۱۔ ڈپٹی صاحب کا پیشکردہ رحم بلا مبادلہ کہ گناہ کوئی کرے اور سزا کوئی پاوے یہ ایک نہایت مکروہ قسم کا ظلم ہے۔ دیکھو حزقئیل ۱۸/۱۹ و ۲۰/۲۷ دسموئیل ۲/۳۔

(۲) پھر یہ بھی چار ہزار برس گذرنے کے بعد خدا کو یہ گناہ کا علاج یاد آیا۔ یہ سراسر بناوٹ ہے جیسے ابتداء سے انسان کی فطرت میں گناہ کا ملکہ رکھا گیا ویسے ہی گناہ کا علاج بھی اس کی فطرت میں رکھا گیا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ بلیٰ من اسلم وجهه لله الآیہ۔ ص ۱۹۹

(۳) اگر مسیح کے کفارہ پر ایمان لانے سے تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے تو ایمانداروں کی علامات ظاہر کر کے ثبوت دو۔ مگر یاد رکھو کہ ایمانداروں کی علامات اسلام لانے کے بعد ظاہر ہوتی ہیں۔ ص ۲۰۰

آتھم۔ (ل) ہم مسیح مخلوق مربی کو خدا نہیں بلکہ مظہر اللہ کہتے ہیں۔ ص ۲۰۲

(ب) اگر قہر بھی بلا مبادلہ فرماتا ہے تو قہر اور رحم بلا وجہ ہوتا ہے۔ یہ تو اندھیر نگری ہوئی۔ ص ۲۰۳

(ج) خداوند مسیح نے گناہوں کو معاف کرنے کے لئے کہا۔ لیکن انتقام سے منع کیا۔ انتقام لینا خدا کا کام ہے۔ کیونکہ گناہ دراصل صرف خدا کے برخلاف ہوتا ہے۔ ص ۲۰۴

(د) شفاعت توبہ وغیرہ کے متعلق نامعقول جواب۔ ص ۲۰۴

(ھ) موروثی گناہ کا مطلب یہ ہے کہ آدم کے گناہ میں گرنے کے باعث آدم زاد کا امتحان سخت تر ہو گیا۔ ص ۲۰۴

(و) گناہ کوئی کرے سزا کوئی بھرے کا جواب یہ ہے۔ کیا دنیا میں ایک شخص کا قرضہ دوسرا اپنی دولت سے ادا نہیں کر سکتا؟ ہاں ایک گنہگار دوسرے کے گناہ نہیں اٹھا سکتا۔ کیونکہ وہ اپنے گناہوں سے فارغ نہیں۔ یہ کراہت مسیح کے کفارہ میں کہاں سے آئی۔ جو گنہگار نہ تھا۔ ص ۲۰۵

احمد۔ رحم بلا مبادلہ کا تفصیلی جواب

ل۔ عیسائی نظریہ۔ صفت رحم چاہتی ہے سزا سے بچایا جائے۔ عدل چاہتی ہے گنہگار کو بے سزا نہ چھوڑا جائے۔ ص ۲۰۷

اسلام کا نظریہ: رحم صفت عام اور اوّل مرتبہ پر ہے جو صفت عدل پر سبقت رکھتی ہے۔ قال عذابی اصیب به من اشاء و رحمتی وسعت کل شی۔ اور صفت عدل یعنی غضب قانون الٰہی سے تجاوز کرنے کے بعد اپنا حق پیدا کرتی ہے۔ پہلے قانون ہو پھر اس کی خلاف ورزی ہو۔ ہاں خدا تعالیٰ اپنی مالکیت کی وجہ سے جو چاہے کرے۔ ص ۲۰۷

رحم کے ظہور میں عدل سے اولیٰ اور فائق ہونے کی وضاحت ص ۲۱۹

(ب) عیسائی خدا کو محبت کہتے ہیں۔ کہیں غضب نہیں لکھا۔ جو عدل کے موقعہ پر ظہور میں آتا ہے گناہ قانونِ الٰہی کے توڑنے سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کا عدل اس کے رحم کے دوش بدوش نہیں۔ واضع قانون کو یہ اختیار ہے جس طرح چاہے اپنے قانون کی خلاف ورزی کی سزائیں مقرر کرے۔ اور ان سزاؤں کے معاف کرنے کے لئے اپنی مرضی کے مطابق شرائط اور قانون ٹھہرائے۔ پس دیکھنا یہ ہے کہ کس مذہب کی کتاب میں یہ سزائیں یا طریق معافی کے انسب و ادنیٰ طریق پر موجود ہیں۔ صفحہ ۲۰۸

(۲) قہر بلا مبادلہ کا ثبوت اللہ کی صفت مالکیت بغیر دیکھے گناہ کے بجائے خود کام کر رہی ہے۔ اگر مالکیت ثابت ہے تو خدا تعالیٰ پر کسی کا بھی حق نہیں رہتا۔ صفحہ ۲۱۲

(۳) یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے انتقام نہ لو کیونکر درست ہو سکتا ہے جبکہ انتقامی شریعت یعنی تورات خود آپ کے مسلمات میں سے ہے صفحہ ۲۱۱

ج۔ (۱) معافی کا طریق توبہ جو قرآن نے بیان کیا اصلی اور طبعی ہے اور اس کی تفصیل۔ صفحہ ۲۰۹

(۲) شفاعت بھی مجرموں کیلئے فائدہ بخش ہے مگر خدا تعالیٰ کے اذن سے۔ صفحہ ۲۰۹

(۳) ایمانی ترقی نیز محبت و عشق بھی گناہوں کے خس و خاشاک کو آگ کی طرح جلا دیتا ہے صفحہ ۲۰۹

(د) خدا تعالیٰ کا رحم بلا مبادلہ قدیم سے جاری ہے۔ صفحہ ۲۰۹

(ھ) رحیمیت یعنی کسی کی نیکی کی پاداش میں جزا دینا قانونِ قدرت سے ثابت ہے۔ اسی طرح اس کی مالکیت بھی ان سب باتوں کا ثبوت، آیات قرآنیہ سے۔ صفحہ ۲۰۹-۲۱۰

(د) انجیل سے دعویٰ اور کوئی معقول دلیل پیش نہیں کرتے۔ رحم بلا مبادلہ کا لفظ انجیل میں کہاں لکھا ہے۔ اور اس کے معنے حضرت مسیح کے فرمودہ سے کب اور کس وقت بیان فرمائے۔ صفحہ ۲۱۲ و صفحہ ۲۱۸

۲۔ یہ کہنا کہ موسیٰ کی شفاعتیں حقیقی نہ تھیں موسیٰ کی خاطر بخشے گئے تورات سے یہ لکھا ہوا دکھائیں۔ "گو میں نے آج اس نافرمانی کو بخشدیا مگر کل پھر میں مؤاخذہ کروں گا" تورات میں بخش دینے کے الفاظ ہیں جوابات صفحہ ۲۱۳

۳۔ مسیح کا دوسرے گنہگاروں کے عوض مصلوب ہونے کو قانون قدرت کے مطابق بنانے کے لئے قرضدار کی مثال درست نہیں۔ آپ بتائیں کہ ایک مجرم کے عوض میں دوسرا شخص سزایاب ہو سکتا ہے۔ صفحہ ۲۱۳

آتھم۔ لے (۱) صفت رحم کو اوّل اور فائق درجہ پر قرار دینا درست نہیں۔ کوئی صفت دوسری صفت سے کم نہیں۔

۲۔ یہ درست ہے جبتک کسی کو قانون نہ پہنچے قانون شکن نہیں کہلا سکتا۔ اسواسطے بچے جو ماہیت گناہ سے واقف نہیں یا

دیوانہ مادر زاد گناہ نہیں کر سکتے وہ مؤاخذہ عدل میں نہ آویں گے ۔ ص ۲۱۴

(ب) یہ صحیح نہیں کہ مالکیت کی وجہ سے جو چاہے سو کرے حتّٰی کہ ظلم تک ۔ ص ۲۱۴

(ج) عدل اور رحم ۔ (۱) دونوں کا علاقہ ایسا نہیں کہ جو رحم ہے وہ عدل نہیں اور جو عدل ہے وہ رحم نہیں ہر دو صفات واحد خدا اقدس کی ہیں ۔

۲ ۔ قانون فعل متقنن ضرور ہے کہ اپنے فاعل سے بعد ہو ۔

۳ ۔ یہ بھی صحیح نہیں کہ عدل اس کو کہا جائے کہ ہر جہ باقی رہ جائے اور گنہگار رہا ہو جائے ۔

۴ ۔ دنیا کی عدالت عدالت نہیں نظامت ہے ، خدا تعالیٰ کی عدالت ایسی نہیں جبتک ہر جہ گناہ واپس نہ ہو معاوضہ کی سزا سے بھی رہائی نہ ہووے ۔ ص ۲۱۴ - ۲۱۵

(د) یہ صریح غلط ہے کیونکہ جو کسی کا ہرجہ کریگا اس کا معاوضہ اس کو دینا پڑے گا ۔ مخلوق بغاوت کرکے اطاعت اللہ نہ کرے تو اس کی سزا بھگتے ۔ ص ۲۱۵

(ھ) معافی کے طریق :۔ توبہ ۔ ۱ ۔ قرآن کریم نے معافی کا طریقہ توبہ جو بتایا وہ آپ کو کہنا ہی جائز نہیں اس لئے کہ واحد خدا کی ہر دو کلام متباین طریقہ نہیں بتا سکتیں ۔

۲ ۔ اعمال صالحہ ادائے قرضہ کی صورت ہیں کیونکہ یہ فرض عین ہیں ۔

۳ ۔ اعمال حسنہ کا ذکر نہ کریں جب تک یہ ثابت نہ کریں کہ کوئی اعمال کے ذریعہ سب قرضہ ادا کر سکتا ہے ۔ یعنی بے گناہ مطلق وہ ہو سکتا ہے ۔ ص ۲۱۵

۴ ۔ توبہ اور ایمان نجات کے بیرونی پھاٹک ضرور ہیں ۔ محبت اور عشق فرائض انسانی ہی سے ہیں ۔ ص ۲۱۵

دکھ کی تین قسم ۔ (۱) سزائیہ جبتک ہرجہ ادا نہ ہو ہرجہ رساں کی بھی رہائی نہ ہو (۲) مصقل سکھ (۳) امتحان کا دکھ ۔ ص ۲۱۶

(و) کیا مسیح کا پیدا ہونا ۔ مارا جانا ۔ جی اٹھنا اور صعود کرنا آسمان پر اس کے بھی کچھ معنے ہیں یا نہیں ؟ ص ۲۱۶

احمدؐ ۔ (ا) رحم کے ظہور میں عدل سے ادنیٰ اور فائق ہونے اور سلسلہ رحم کے نہایت وسیع دائرہ کے ساتھ تمام مخلوق کے مستفیض ہونے کی وضاحت مع شہادت قانونِ قدرت و آیاتِ قرآنیہ ۔ ص ۲۲۰

(ب) ۱ ۔ مالکیت کو تسلیم کرنے سے سارا کارخانہ درہم برہم کیوں ہوگا ۔ جو شخص قانونِ الٰہی کی خلاف ورزی سے قابلِ سزا ٹھہرے ۔ گو خدا تعالیٰ مالک ہے اس کو بخشدے ۔ لیکن بلحاظ اپنے وعدہ کے جبتک وہ شخص اپنے تئیں ان طریقوں سے قابلِ معافی نہ ٹھیرائے جو کتاب الٰہی مقرر کرتی ہے تب تک وہ مؤاخذہ سے نہیں بچ سکتا ۔ کیونکہ وعدہ ہو چکا ہے ۔ لیکن کتاب الٰہی نازل نہ ہو یا بچہ یا دیوانہ ہو

تو ان کے ساتھ مالکیت کا معاملہ ہوگا ۔
ص ۲۲۱ و ص ۲۷۸

۲ ۔ کسی کے گناہ سے خدا تعالیٰ کا کوئی ہرجہ نہیں ہوتا ۔ اور گناہ قبل نزول قانون کوئی وجود نہیں رکھتا ۔ وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا اور آیت سلام علیکم کتب ربکم علیٰ نفسہ الرحمۃ انہ من عمل منکم سوءً بجہالۃ ثم تاب من بعدہٖ واصلح فانہ غفور رحیم ۔ اعمال حسنہ ادائے قرضہ کی صورت میں نہیں تو قرضہ تو اس صورت میں ہوتا جب حقوق کا مطالبہ ہوتا ۔ ص ۲۸۱

(ج) شفاعت ۔ تورات سے ثبوت دیں کہ دنیا میں کسی کی شفاعت سے حقیقی طور پر گناہ نہیں بخشے جاتے وہ تو صاف کہتی ہے کہ حضرت موسیٰ کی شفاعت سے کئی مرتبہ گناہ بخشے گئے ۔ بائیبل کے تقریباً کل صحیفے ہمارے ساتھ اتفاق رکھتے ہیں ۔ حوالجات ص ۲۲۱

(د) ۱ ۔ رحم بلا مبادلہ کی کچھ ضرورت نہیں ہمیشہ سے خدا تعالیٰ مختلف ذرائع سے رحم کرتا چلا آیا ہے ۔ ص ۲۲۲

۲ ۔ توبہ کے قبول کرنے کے وقت بھی وہ رحم مدنظر رکھتا ہے ۔ اگر دوسرے لفظوں میں کہدیں کہ نجات فضل سے ہے تو عین مناسب ہے ۔ ص ۲۲۲

۳ ۔ قرآن و انجیل دو مختلف طریقے بیان نہیں کرتے انجیل کے حوالہ سے جو قرآن کے مخالف طریقہ بیان کیا جاتا ہے وہ صرف آپ کا بے بنیاد خیال ہے ۔ اب تک اُسے آپ نے حضرت مسیح کا قول ثابت کرکے نہیں دکھایا ۔ انجیل میں کہیں تثلیث کا لفظ موجود نہیں نہ رحم بلا مبادلہ کا ۔ قرآن اور عہد عتیق کے بہت سے حوالجات ہم نے پیش کئے ہیں ۔ وہ بالاتفاق آپ کے کفارہ کے مخالف ہیں ۔ ص ۲۲۷

(ھ) دُکھ کا سوال نہیں آپ نے یہ ثابت کرنا ہے جو کروڑہا حیوانات بغیر الزام کسی گناہ کے ذبح کئے جاتے ہیں وہ اگر مالکیت کی وجہ سے نہیں تو کیوں ذبح ہوتے ہیں ۔ ص ۲۸۲

(و) حضرت مسیح کے مرکر جی اٹھنے اور آسمان پر جانے کے ہم قائل نہیں البتہ وفات کے قائل ہیں ۔ ص ۲۲۲-۲۲۳

(ز) رحم و عدل کے متعلق مزید وضاحت

۱ ۔ وعدہ کے پہلے عدل کچھ بھی چیز نہیں اسوقت تک مالکیت کام کرتی ہے ۔ خدا پر کسی کا حق نہیں ۔ بہشت بھی وعدہ کی وجہ سے ملے گی ۔ عدل کا مفہوم چاہتا ہے جانبین میں حقوق قرار دیئے جائیں لیکن مخلوق جسے خدا نے عدم محض سے پیدا کیا ۔ اس کا کوئی حق نہیں ۔ ص ۲۳۱

۲ ۔ مسیح کہتے ہیں ۔ مبارک وے جو رحمدل ہیں کیونکہ ان پر رحم کیا جائیگا ۔ ان وعدوں کے پورا ہونے کے لئے کسی کفارہ کا ذکر نہیں ۔ ص ۲۳۵

۳۔ عدل کا مفہوم جانبین کے حقوق قائم کرتا ہے اور یہ کہ وہ ایک دوسرے سے مطالبہ کریں۔ لیکن یہ دونوں باتیں باطل ہیں اور اس کی تشریح۔ ص ۲۴۲-۲۴۳

آتھم۔ عدالت کا کام ہے جس وقت گناہ سرزد ہو اس کا تدارک فرماوے اور رحم اس تدارک اور مؤاخذہ سے رہائی کرنے کو آوے۔ گناہ سے بھلائی گڈنس کہلاتی ہے۔ عدم سے وجود میں آنیوالی شے کا خالق پر یہ حق ہے کہ اس سے کہے فلانا دکھ مجھے کیوں ہوا۔ تو عادل ہے عدل کر۔ اگر حق نہیں تو گناہ پر سزا کے کیا معنے ؟ ص ۲۴۸-۲۴۹

احمد۔ ۱۔ اقسام معاصی کو حقیقی معصیت بجز احکام نازل کرنے کے قرار نہیں دیتا اور اسکی تفصیل۔ ص ۲۵۴

۲۔ رحم اور عدل کی باہمی لڑائی فرو کرنے کیلئے کفارہ کی تجویز ہوئی۔ سراسر غلط ہے۔ گناہ قانون کے نازل ہونے کے بعد اور جزا سزا وعدہ یا وعید کے مطابق ہوگی۔ اور جرائم وہی ہونگے جن کو قانون جرائم ٹھہراوے اور اس کی تفصیل۔ ص ۲۶۷-۲۶۸

۳۔ رحم اور عدل اور گڈنس کے متعلق دیکھیں صفحات ۲۶۶-۲۶۷ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۸۸

مظہر اللہ

احمد۔ ۱۔ آپ کا کہنا کہ جسمانی چیز جو مظہر اللہ تھی اُسے اللہ نہیں مانتے۔ اور ہم نے ابن اللہ کو جسم نہیں مانا۔ ہم تو اللہ کو رُوح جانتے ہیں۔ یہ بیان پیچیدہ ہے۔ ڈپٹی صاحب کو صاف کہنا چاہیئے کہ ہم عیسیٰ کو خدا اور ابن اللہ مانتے ہیں۔ کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ ہر انسان باعتبار روح کے انسان کہلاتا ہے۔ اور جسم کو رُوح کے صفات اور القاب سے کچھ تعلق نہیں۔ ص ۱۰۵

۲۔ (ا) قرآن سے ثابت کریں کہ وہ آگ خدا تھی یا آگ ہی میں سے آواز آئی تھی۔ قرآن میں تو فلما جاءھا نودی ان بورك من فی النار ہے اور سبحان اللّٰہ رب العالمین کے ساتھ حلول و نزول سے خدا کا پاک ہونا بیان کیا گیا ہے۔ ص ۱۰۷

(ب) نیز قرآن سے دکھائیں کہ میں تیرے باپ اسحاق اور ابراہیم اور یعقوب کا خدا ہوں۔ ایک خلاف واقعہ امر کو لکھنے کی جرأت دیکھ کر جو حوالجات انجیل سے آپ نے لکھے ہیں اصل کتابوں سے ملاحظہ کرنے کے لائق ہونگے۔ ص ۱۰۷

آتھم۔ (ا)۔ قرینہ الفاظ تو یہ نہیں ظاہر کرتا کہ سوائے آگ کے اور جگہ سے ہووے۔ ص ۱۱۱

(ب) یہ الفاظ توراۃ کے ہیں یہ غلط اقتباس ہوا۔ میں نے توراۃ کے الفاظ قرآن میں بیان کر دیئے۔ ص ۱۱۲

دلیل مظہر اللہ کی اس سے پیدا ہوتی ہے کہ شے مرئی خدا نہیں ہوسکتی۔ ص ۱۱۲

(ج) انسانی جسم مسیح نہ تھا۔ مگر سارا وجود انسانی جو گناہ سے پاک تھا اور ماسوائے انسانیت مظہر اللہ بھی تھا۔ اس نے بار گناہاں اٹھا لیا۔ اور اقنوم ثانی اللہ نے وہ بار اٹھوا دیا۔ آپ

مسیح انسان کو اس کی الوہیت متعلقہ کے مشابہ کیوں کرتے ہیں۔ ص ۱۱۰

(د) اس سوال کا جواب کہ مسیح رُوح قانونِ قدرت کے موافق مریم سے حاصل ہوئی۔ اس لئے وہ خدا نہیں ہوسکتا یہ ہے کہ اشتقاق روح کا دوسری روح سے نہیں ہوتا۔ نئی مخلوق ہوئی۔ ص ۱۱۰

احمدؑ ۔ مسیح میں دو روحیں تو ہو نہیں سکتیں اگر انسانی روح تھی تو خدا نہیں ہوسکتا۔ بصورت دیگر انسان نہیں ہوسکتا۔ ص ۱۹۵

آتھم ۔ (ا) ہم مسیح مخلوق مرئی کو اللہ نہیں کہتے۔ مگر مظہر اللہ کہتے ہیں۔ ص ۲۰۲

(ب) مخلوق کامل مسیح ہیں۔ ایک روح کامل تھی لیکن خدا تعالیٰ ہر جگہ اندر و باہر موجود ہے۔ اور مظہر اللہ ہونیکے یہ معنے ہیں کہ اپنا ظہور خاص کسی جگہ سے کسی طرح کرے۔ ص ۲۰۲

احمدؑ ۔ جب مسیح کی روح اور جسم مخلوق تھے اور خدا کا اس سے تعلق تھا جیسا کہ خدا ہر جگہ موجود ہے۔ اس سے تو ہر ایک چیز مظہر اللہ بن گئی مسیح کی خصوصیت نہ رہی۔ ص ۲۱۰

سوال :۔ مظہر اللہ روح القدس کے نزول کے بعد ہوئے یا پہلے ؟ اور ابتداء سے آخیر تک مظہر اللہ تھے اور دائمی طور پر مظہریت پائی جاتی تھی یا اتفاقی اور کبھی کبھی۔ اگر دائمی تھی تو مسیح کا عالم الغیب اور قادر وغیرہ ہونا دائمی طور پر چاہیئے لیکن انجیل اس کی مکذب ہے۔ ص ۲۱۱

آتھم ۔ (ا) مسیح کی دوسری اشیاء سے مظہر اللہ ہونے میں یہ خصوصیت ہے کہ مسیح کے علاقہ سے اللہ تعالیٰ نے کفارہ کا کام پورا کر دیا۔

(ب) مظہر اللہ روح کے نازل ہونے کے وقت ہوئے۔ ص ۲۱۷

احمدؑ ۔ اگر رُوح القدس کے نزول کے بعد مظہر اللہ ہوئے تو تیس برس تک وہ خالص انسان تھے۔ مَیں شکر کرتا ہوں کہ آج ایک فتح عظیم ہم کو میسّر آئی۔ اگر رُوح القدس کا اُترنا انسان کو خدا کا مظہر بنا دیتا ہے تو حضرت یحییٰ حضرت ذکریا یوسف۔ یوشع اور کل حواری خدا ٹھہرینگے۔ ص ۲۲۳

آتھم ۔ میرا جواب یہ تھا کہ مسیح میں خصوصیت مظہریت کی نمودار اس وقت ہوئی جب وہ بپتسمہ پاکر یردن سے نکلا۔ اس وقت سے وہ مسیح ہوا۔ ص ۲۲۶ و ص ۲۴۶ و ص ۲۵۸

احمدؑ ۔ "الفاظ نقل کرکے" اپنی عبارت پڑھیں۔ اقرار کے بعد انکار کرنا انصاف پسندوں کا کام نہیں۔ اس لئے یہ دوسرا بیان پہلے بیان کے مخالف اور اس کی ضد ہے۔ ص ۲۲۹

آتھم ۔ (ا) میرا یہ کہنا تھا کہ مسیح تیس برس تک عہدہ مسیحیت پر نہیں آئے۔ اقنوم ثانی گو الوہیت کے ساتھ ہو تاہم وہ تینتیس برس تک مسیح نہیں تھا۔ ص ۲۳۶ و ص ۲۵۸

(ب) مظہر اللہ کے معنے جائے ظہور اللہ کی اور واسطے عہدہ مسیحیت کے ہے۔ ص ۲۳۶

احمدؑ ۔ اب آپ کہتے ہیں کہ روح القدس کے نزول سے پہلے بھی مظہر اللہ ہی تھا۔ ساتھ یہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ خاص طور پر مسیح مظہر اللہ نزولِ

روح القدس کے بعد ہوئے۔ ورنہ اس سے پہلے وہ اوروں کی طرح مظہر تھے۔ نتیجۃً بات ایک ہی ہے اور اعتراض قائم۔ ص ۲۳۹

(ب) مظہریت سے پہلے اقنوم ثانی کے علاقہ ہونے کے لئے انجیل کی صریح عبارت پیش کریں۔ ص ۲۵

(ج) یہ کہنا کہ مظہر اللہ ہونے کی نسبت بہت سی پیشگوئیاں ہیں۔ چودہ سو برس تک تو کسی یہودی عالم کا ذہن اسطرف نہ گیا کہ کوئی خدا بھی آنے والا ہے۔ کیا یہودی لغت نہیں جانتے تھے نیز بعض عیسائی علماء کا ان سے متفق ہونا اور بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ ص ۲۸

نشان دکھانے اور مباہلہ کیلئے تحدّی اور غلبہ پانیکی بشارت

احمؑد: جس خدا کو میں مانتا ہوں وہ واقعی قادرِ مطلق ہے۔ اس نے مجھے اپنے خاص مکالمہ سے شرف بخشا ہے اور اطلاع دی ہے کہ میں جو سچا اور کامل خدا ہوں میں ہر ایک مقابلہ میں جو روحانی برکات اور سماوی تائیدات میں کیا جائے تیرے ساتھ ہوں اور تجھکو غلبہ ہوگا۔ ص ۱۳۷

(ب) نشان کیلئے دُعا میں مقابلہ :—

ڈپٹی عبد اللہ آتھم اور تمام حضرات عیسائی صاحبوں کے ساتھ ایک آسان فیصلہ کا طریق یہ ہے۔ جو میں زندہ اور کامل خدا سے کسی نشان کے لئے دُعا کرتا ہوں۔ آپ حضرت مسیح سے دُعا کریں۔ میں اس وقت اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میں بالمقابل نشان دکھانے سے قاصر رہا تو ہر ایک سزا اپنے پر اٹھاؤنگا۔ اگر آپ نے مقابل پر کچھ دکھایا تب بھی سزا اٹھاؤں گا۔ چاہیئے کہ آپ خلق اللہ پر رحم کریں ص ۱۳۸

آتھم۔ مباہلہ کا جواب

ہم نہ نئے معجزات کی ضرورت اور نہ ہم اسکی استطاعت اپنے اندر دیکھتے ہیں۔ نشانات کا وعدہ ہم سے نہیں۔ ہم نے عجز بیان کیا۔ آپ ہی کوئی معجزہ دکھادیں۔

ایک اندھے اور ایک ٹانگ کٹے اور ایک گونگے کو پیش کرکے طلب کرنا کہ ان کو سالم کرو۔

آپ گفتہ قادر خدا کے نہیں بلکہ درحقیقت قادر خدا کے قائل ہیں ان کو تندرست کیجیئے جس خدا نے فتح کی خبر دی اس نے یہ بھی خبر دی ہوگی کہ اندھے اور دیگر مصیبت زدوں نے پیش ہونا ہے۔ ص ۱۵۰-۱۵۱

احمؑد: سوائے قرآن میں یہ وعدہ ہے۔ کہ نجات یافتوں کی نشانیاں اسی زندگی میں حاصل ہو جاتی ہیں۔ مگر آپ کے مذہب میں حقیقی ایمانداروں کی نشانیاں کہاں موجود ہیں۔ مثلاً مرقس ۱۶/۱۷ میں لکھاہے۔ "وے بیماروں پر ہاتھ رکھیں گے تو چنگے ہو جاوینگے۔" یہ تین بیمار آپ کے پیشکردہ موجود ہیں۔ ان پر ہاتھ رکھدیں۔ اگر وہ چنگے ہوگئے تو ہم قبول کریں گے۔ کہ بے شک آپ سچے ایمان دار اور نجات یافتہ ہیں۔ ص ۱۵۳-۱۵۴ و ص ۲۰۱

(ب) ہمارے قرآن میں یہ علامت ایمان کی نہیں ٹھہرائی گئی بلکہ فرمایا۔ قل انما الآیات عند اللہ الآیۃ لیکن بقول انجیل مسیح نے اقتداری معجزات کیلئے

شاگردوں کو قدرت بخشی تھی۔ پس مسیح زندہ حی و قیوم
قادر مطلق عالم الغیب آپ کے ساتھ ہے جو چاہو
دے سکتا ہے۔ آپ اس سے درخواست کریں
کہ تینوں بیماروں کو اچھا کریں۔ ص۱۵۵

(ج) جس طرح خدا تعالیٰ نے ہمارے سچے ایماندار ہونے
کے نشان ٹھہرائے ہیں۔ ہم اس التزام سے نشان دکھلانے
کو تیار ہیں۔ اگر نہ دکھا سکیں تو جو سزا چاہیں دیں۔
ص۱۵۵ و ۱۵۷

(د) ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب انجیل کی علامات
قرار دادہ کے موافق سچے ایماندار ہونے کی نشانیاں
اپنے وجود میں اور میں سچا ایماندار ہونے کی نشانیاں
قرآن کریم کی رو سے اپنے وجود میں ثابت کرونگا
ص۱۵۶-۱۵۷ و ص۲۰۱

(ھ) یہ تین بیماروں کی مجھ سے ایسے ہی حجت کی
گئی جیسے مسیح نے فریسیوں سے کی تھی۔ انہوں نے
نشان کا مطالبہ کیا تو اس نے آہ کھینچکر کہا کہ
اس زمانہ کے لوگوں کو کوئی نشان نہیں دیا جائیگا
اسی طرح یہودیوں نے کہا کہ اس نے اوروں کو بچایا
پر آپ کو نہ بچا سکا۔ اب صلیب سے اتر آئے پر
لیکن اتر نہ سکا۔ ص۱۵۵-۱۵۶

آتھم ۔ (ا) مرقس باب ۱۶ میں ایمانداروں کے
لئے معجزہ دکھانے کا وعدہ تو عام ہے مگر کیا معرفت
بھی عام ہے جس کے وسیلہ سے یہ امر پورا ہونے
والا ہے۔ اس وعدہ کی تکمیل اعمال ۵/۱۴ میں
ملاحظہ ہو۔ ص۱۶۱-۱۶۲ و ص۱۷۵

(ب) ا مسیح نے اقتداری معجزات دکھانے سے
انکار نہیں کیا۔ ص۱۶۳ و ص۱۷۷

۲۔ صلیب سے کیوں اُترتے وہ کفارہ ہونے کیلئے
تو جہان میں آئے تھے۔ ص۱۷۷

(ج) یہ اعتراض کہ مسیح نے بد اور حرامکار کہہ کر
گالیاں دیں۔ بد کو بد کہنا اور حرامزادے کو حرامزادہ
کہنا کیا گالی ہے۔ اسلام کے آداب کے موافق کلام
کرتے تو ایک نبی اولوالعزم اور معصوم کے اوپر
ایسی بے تہذیبانہ کلام نہ کرتے۔ ص۱۶۳

احمد ۔ (ا) ڈپٹی صاحب ایمانی نشانیوں
کو خاص وقت تک محدود قرار دیتے ہیں حالانکہ
مسیح فرماتے ہیں۔ رائی کے دانہ کے برابر بھی
ایمان ہو تو وہ نشانات دکھا سکیں گے۔ اور
یوحنا ۱۴/۱۲ میں مسیح نے کہا مومن مجھ سے بڑھ کر
کام کریگا۔ ص۱۶۹

(ب) پرچہ "نور افشاں" ۱ر مئی ۱۸۸۸ء میں جو
ہماری پیشگوئی شائع ہوئی کیا وہ میعاد کے اندر
پوری ہوگئی ہے یا نہیں۔ پھر آپ نے اس سے کیا
فائدہ اٹھایا۔ ص۱۷۰

(ج) میں حضرت مسیح کو ایک سچا نبی اور برگزیدہ اور
خدا کا ایک پیارا بندہ سمجھتا ہوں وہ تو ایک الزامی
جواب آپ ہی کے مشرب کے موافق تھا۔ ص۱۷۱

ڈاکٹر کلارک (آتھم کی بیماری کی وجہ سے انکی جگہ پیش ہوئے)
آپ کا استفسار کہ ہر زمانہ میں نشان ضروری ہیں؟
جواب ہرگز نہیں۔ معجزے اللہ تعالیٰ کی طرف سے
مہر ہیں کہ یہ بندہ میرا ہے اور یہ تعلیم میری ہے۔
آخری نشان خداوند مسیح تھے تو اب کامل تعلیم کے
بعد معجزات کی ضرورت نہیں۔ ص۱۷۶

احمد ۔ نشان دیکھنے کیلئے ہر زمانہ میں ضرورت ہے

ایک زبردست بیان۔ صـ ۱۸۳-۱۸۴

۲- نشان کیلئے معاہدے کا مطالبہ
اگر نشانوں کی ضرورت نہیں تو اللہ تعالےٰ دین اسلام کی تائید کے لئے کیوں نشان دکھلا رہا ہے۔ میرے ساتھ آپ کا ایک تحریری معاہدہ ہو جائے۔ پھر کوئی نشان اللہ کی مرضی کے موافق نہ پیش کر سکوں تو جس قسم کی سزا آپ چاہیں بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔ بلکہ سزائے موت کے لئے بھی۔ اگر یہ ثابت ہو جائے تو آپ کا فرض ہوگا کہ اللہ جل شانہٗ سے ڈر کر دین اسلام اختیار کریں۔ صـ ۱۸۴

ڈاکٹر کلارک ۔ (ا) اگر کوئی نشان دکھائیں بھی تو کیسے معلوم ہو کہ وہ منجانب اللہ ہے۔ جبکہ مطابق استثنا ۱۳/۱،۲ و مرقس ۱۳/۲۲ اور گلتیوں ۱/۸ جھوٹے نبی بھی نشان دکھا سکتے ہیں۔ صـ ۱۸۸

(ب) جناب کا صاحب کرامت ہونیکا دعویٰ نہایت واضح طور پر غلط ثابت کیا گیا۔ جناب الزامی جواب دے کر پہلو تہی کر گئے۔ صـ ۱۹۰

(ج) مباہلہ سے انکار۔ لعنت دینا چاہنا ہمارے خدا کی تعلیم نہیں۔ جس مذہب میں لعنتیں جائز ہوں اُن کے پیروؤں کو اختیار ہے مانیں اور مانگیں۔ صـ ۱۹۰

احمد ۔ مباحثہ کے آخری دن آپ نے فرمایا کہ آج رات جب مَیں نے اللہ تعالےٰ سے تضرع اور ابتہال سے دُعا کی تو اس نے مجھے یہ نشان بطور بشارت دیا کہ مباحثہ کے دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا اور اُسکو سخت ذلت پہنچے گی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ صـ ۲۹۱-۲۹۲

فہرست مضامین "شہادت القرآن"

موضوع ۔ ایک شخص عطا محمد نامی نے جو وفاتِ مسیح کے تو قائل تھے لیکن امت میں سے کسی شخص کے عیسیٰؑ کے نام سے آنے کے منکر تھے اور احادیث کو ساقط الاعتبار سمجھتے تھے ایک مطبوعہ خط کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا جس کا جواب حضورؑ نے تین تنقیحات قائم کر کے دیا۔

اوّل یہ کہ مسیح موعود کے آنے کی خبر مندرجہ احادیث کیا اس وجہ سے ناقابلِ اعتبار ہے کہ حدیثوں کا بیان یقینی نہیں۔

دوسرے یہ کہ کیا قرآن میں اس پیشگوئی کے بارے میں کچھ ذکر ہے یا نہیں۔

تیسرے اگر یہ پیشگوئی ثابت شدہ حقیقت ہے تو اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ اس کا مصداق یہی عاجز ہے۔

الف

اللہ

۱۔ عادت اللہ یہی ہے کہ وہ اپنی کتاب بھیجکر اسکی تائید و تصدیق کے لئے ضرور انبیاء کو بھیجا کرتا ہے۔ ص ۳۶۱

۲۔ خدا تعالیٰ کی قدیم سے انبیاء کے ساتھ یہ عادت جاری چلی آئی ہے کہ وہ شخص مدعی کی برکات اپنی تائیدات سے ثابت کرتا ہے۔ ص ۳۶۶

۳۔ خدا تعالیٰ کے قدیم قانون میں صادق کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے ایک ہی راہ ہے کہ آسمانی نشانوں سے ایسا ثابت کر دیوے کہ خدا تعالیٰ اس کے ساتھ ہے اور وہ اُسکا مقبول بندہ ہے۔ ص ۳۶۸

۴۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک الہام سے مجھے آگاہی بخشی کہ خدا اپنی تمام صفات میں کامل اور ازل سے ایک اور ایک ہی طریق پر چلا آتا ہے۔ نہ وہ پیدا ہوتا ہے نہ مرتا ہے وغیرہ صفات۔ ص ۳۷۹

استخلاف

آیت استخلاف دیکھو زیر "تفسیر"

اشتہارات

۱۔ "گورنمنٹ کی توجہ کے لائق" خاندانِ مسیح موعودؑ پر گورنمنٹ انگریزی کے احسانات کا ذکر اور مسیح موعودؑ کا دنیا سے اعراض اور محبت الٰہی سے آپ کا دل معمور ہو جانا وغیرہ ص ۳۷۸-۳۷۹

نیز دیکھو "انگریزی گورنمنٹ"

۲۔ اشتہار التوائے جلسہ ۱۸۹۳ء

دیکھو "جلسہ سالانہ"

انگریز

انگریزوں نے کوئی ظلم نہ کیا۔ نہ نماز و روزہ و حج وغیرہ سے منع کیا۔ بلکہ عام آزادی اور امن قائم کیا۔ انگریزوں نے تلوار سے کسی کو اپنے مذہب میں داخل نہیں کیا تا تلوار کا جواب تلوار سے ہوتا۔ ص ۳۷۷

انگریزی گورنمنٹ

ا ۔ گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں ۔

ب ۔ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح خیرخواہ اور مخلص ہیں جس طرح ہمارے بزرگ تھے اور اس کے لئے دعا اور اس کا شکریہ ص ۳۸۰

ج ۔ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست نہیں اور اسلام کی رو سے اس کی اطاعت کرنا ضروری ہے کیونکہ اس نے ظالموں سے ہمیں پناہ دی ۔ ص ۳۸۰ - ۳۸۱

اولیاء

اولیاء ۔ اولیاء کا ماننا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فرض ہے ۔ ان کی مخالفت کرنے والے فاسق ہیں ۔ اگر مخالفت پر ہی مریں ۔ ص ۳۳۹

ایلیاہ

ا ۔ حضرت مسیح کے ایلیاہ کے آسمان سے نازل ہونے کے بارے میں فیصلہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کی خبریں حقیقت پر محمول نہیں ہیں ۔ ص ۲۹۸

ب ۔ یہودی پہلی کتابوں کی بنا پر مسیح سے پہلے نزول ایلیاہ کے منتظر تھے ۔ مگر مسیح نے حضرت یحییٰ کو ایلیاہ قرار دیدیا ص ۳۶۷

پ

پیشگوئیاں

ا ۔ ۱ ۔ منشی عبداللہ آتھم امرتسری کی نسبت پیشگوئی جس کی میعاد ۵ جون ۱۸۹۳ء سے پندرہ ماہ ہے ۔

۲ ۔ پنڈت لیکھرام پشاوری کی نسبت جس کی میعاد ۱۸۹۳ء سے چھ سال تک ہے ۔

۳ ۔ مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری کے داماد ساکن پٹی ضلع لاہور کی نسبت جس کی میعاد آج کی تاریخ ۲۱ ستمبر سے قریباً ۱۱ ماہ رہ گئی ہے ۔ ص ۳۷۵

(ب) یہ تینوں پیشگوئیاں ہندوستان و پنجاب کی تینوں بڑی قوموں سے متعلق ہیں ۔ ایک عیسائیوں سے دوسری ہندوؤں سے اور تیسری مسلمانوں سے ۔ جو مسلمان قوم سے تعلق رکھتی ہے وہ عظیم الشان پیشگوئی ہے اور اس کے چھ اجزاء کا ذکر ۔ ص ۳۷۶

پولیٹیکل نکتہ چینی کا جواب

مضمون محمد حسین بٹالوی منقول از اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۷ جس میں مؤلف براہین احمدیہ کے خاندان کے گورنمنٹ انگلشیہ کے خیرخواہ ہونے کا ثبوت اور یہ کہ مؤلف براہین احمدیہ کے دل میں کبھی گورنمنٹ کی مخالفت کا خیال نہیں گذرا ۔ ص ۳۸۴ - ص ۳۹۳

ت

تفسیر

۱ ۔ واذا العشار عطلت کی تفسیر ص ۳۰۹ - ۳۱۸

۲ ۔ والتی احصنت فرجھا فنفخنا فیھا من روحنا سے بل کنا ظالمین تک کی تفسیر ۔ ص ۳۱۰

۳ ۔ فاذا جاء وعد ربی سے ونفخ فی الصور الآیۃ کی تفسیر ۔ ص ۳۱۱

۴ ۔ سورۃ القدر کی لطیف تفسیر ص ۳۱۳

۵ ۔ سورۃ الزلزال کی آیات اذا زلزلت الارض سے

اوحی لها تک کی تفسیر۔ ص ۳۱۴

۶۔ واذا الارض مدّت والقت ما فیہا وتخلت کی تفسیر۔ ص ۳۱۷

۷۔ آیات۔ واذا النفوس زوجت۔ واذا الوحوش حشرت۔ واذا البحار فجرت۔ واذا الجبال نسفت واذا الشمس کورت۔ واذا النجوم انکدرت واذا الکواکب انتثرت اور آیت واذا الرسل اقّتت کی لطیف تفسیر۔ ص ۳۱۸-۳۱۹

۸۔ ونفخ فی الصور فصعق من فی السمٰوٰت سے قیام ینظرون تک کی تفسیر۔ ص ۳۲۱

۹۔ اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتہا۔ کی تفسیر۔ ص ۳۲۱

۱۰ فسالت اودیۃ بقدرہا کی تفسیر۔ ص ۳۲۱

۱۱۔ انا ارسلنا الیکم رسولاً شاہدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً۔ ص ۳۲۲

۱۲۔ ثلّۃ من الاوّلین وثلّۃ من الاٰخرین ص ۳۲۳

۱۳ آیت استخلاف :۔ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصٰلحٰت ۔ الیٰ ۔ من کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفاسقون کی تفسیر۔ ص ۳۲۴

ا۔ اس اعتراض کا تفصیلی جواب کہ منکم کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ صرف صحابہؓ میں سے خلیفہ ہونے تھے اور متعدد آیات کہ جن سے ظاہر ہے کہ خطاب ایک قوم سے ہوتا ہے اور مراد کوئی اور لوگ ہوتے ہیں۔ ص ۳۲۵-۳۲۸

ب ۔ کلامِ الٰہی اور احادیث نبویہ میں بسا اوقات کوئی واقعہ ایک شخص یا ایک قوم کی طرف منسوب ہوتا ہے اور در اصل وہ واقعہ کسی دوسرے شخص یا دوسری قوم سے تعلق رکھتا ہے اسی باب سے عیسیٰ بن مریم کے آنے کی خبر ہے اور آیت فلما توفّیتنی میں مسیح کی وفات کا ذکر۔ ص ۳۲۹

ج ۔ ا ۔ منکم کے لفظ سے صحابہؓ کو مخاطب قرار دیکر خلافت کو صحابہؓ تک محدود کرنا درست نہیں۔ قرآن مجید میں ۸۲ جگہ بجز دو جگہ کے جہاں کوئی خاص قرینہ قائم کیا گیا ہے باقی تمام آیات میں کم سے تمام وہ مسلمان مراد ہیں جو قیامت تک پیدا ہونگے ۔ اور بارہ آیات کا ذکر۔ ص ۳۳۱ - ۳۳۳

۲ ۔ اگر منکم کا خطاب صحابہؓ سے مخصوص کیا جائے تو پھر قرآن صحابہؓ کے لئے ہی رہ جائے گا ۔ ص ۳۳۵

د ۔ اس سوال کا جواب کہ اگر آیت میں اصل مقصود تعمیم ہے نہ تخصیص تو منکم کا لفظ کیوں زائد کیا گیا یہ ہے کہ یہ وعدہ پہلے ایمانداروں سے بھی تھا ۔ منکم کے ذکر سے بتایا کہ یہی وعدہ تم سے بھی ہے ۔ ص ۳۳۳

ھ ۔ ومن کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفاسقون کی تشریح ۔ ص ۳۳۴

و ۔ ۴۶ احکام قرآنی کا ذکر جن میں خطاب بظاہر صحابہؓ کی طرف ہے لیکن تمام مسلمان مراد ہیں۔ ص ۳۳۵-۳۳۷

ز ۔ اس سوال کا جواب کہ حدیث میں آیا ہے کہ خلافت تیس سال ہوگی یہ ہے کہ قرآن مجید

ہیں ثلۃ من الاوّلین وثلۃ من الاٰخرین آیا ہے
اور حدیث میں ھٰذا خلیفۃ اللّٰہ المھدی آیا ہے اور
حلوث کے آنے کی خبر دی گئی ہے اور یہ کہ آخری
زمانہ نبوت کے زمانہ کے نہج پر ہوگا ص ۳۳۷

۱۴ - تفسیر آیت انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ
لحافظون -

(ا) - یہ کلام ہمیشہ زندہ رہیگا - اور اس کی تعلیم
کو تازہ رکھنے والے اور اس کا نفع لوگوں
کو پہنچانے والے ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے
ص ۳۳۸ و ۳۳۹ ، ص ۳۵۰

(ب) آیت ویزکیھم ویعلّمھم الکتٰب و
الحکمۃ - یعنی قرآن کے دو بڑے فائدے
پہنچانے کے لئے رسول آیا ہے - ایک حکمت
فرقان یعنی معارف و دقائق قرآن - دوسرا تائیدِ قرآن
جو موجب تزکیہ نفوس ہے - پس اسجگہ مع حفاظت
ظاہری حفاظت فوائد و تاثیراتِ قرآن مراد ہے
جو موافق سنت اللہ تبھی ہوسکتی ہے کہ وقتاً فوقتاً
نائب رسول آویں جن میں ظلّی طور پر رسالت کی
تمام نعمتیں موجود ہوں - اور نبیوں کی برکات
انہیں دی جائیں - ص ۳۳۸

(ج) آیت استخلاف درحقیقت آیت انا نحن
نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کے لئے بطور
تفسیر واقع ہے - ص ۳۳۹

۱۵ - ومن کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفاسقون
سے ثابت ہے کہ اولیاء کا ماننا فرض ہے -
ص ۳۳۹

۱۶ - (ا) معترض کا یہ قول کہ الیوم اکملت لکم
دینکم کی موجودگی میں نہ کسی مجدد کی ضرورت ہے،
نہ نبی کی اگر درست ہے تو پھر تیس سالہ خلافت
بھی نہیں ہونی چاہیئے - ہم کب کہتے ہیں کہ مجدد
اور محدث روحانی خلیفے دین میں سے کچھ کم
یا زیادہ کرتے ہیں - وہ تو حق خالص خیالاتِ
فاسدہ کا غبار دور کرنے اور اس کے خوبصورت
چہرہ کو دکھانے کے لئے آتے ہیں -
ص ۳۳۹ - ۳۴۰

(ب) تکمیل دین اس بات کو مستلزم نہیں جو اسکی
مناسب حفاظت سے بکلی دست برداری ہو
جائے - ص ۳۴۴

(ج) توریت بھی بنی اسرائیل کے لئے کامل تھی
لیکن توراۃ کے بعد صدہا ایسے نبی آئے جو
کتاب ساتھ نہ لائے - جیسا کہ آیت ولقد
اٰتینا موسی الکتٰب وقفّینا من بعدہ
بالرسل سے ظاہر ہے - ص ۳۴۰

(د) ایسے لوگوں پر جنہوں نے صدہا برس کے
بعد قرآن اور رسول کا نام سنا اور وہ عربی
نہ جاننے کی وجہ سے قرآن کی خوبیوں کو بھی
نہ جان سکتے تھے اتمام حجت کرنے کے لئے خدا
نے دائمی خلیفوں کا وعدہ دیا - ص ۳۴۲

۱۷ - خلفاء کا کام :- تا وہ ظلّی طور پر انوارِ نبوت
پا کر دنیا کو ملزم کریں اور قرآن کی خوبیاں
اور اس کی پاک برکات لوگوں کو دکھا دیں -
اور ہر زمانہ کے مطابق اتمام حجت کریں -
ص ۳۴۲

۱۸ - حضرت موسیٰؑ کے بعد محدث اور نبیوں کے

بکثرت آنیکا ذکر جو تورات کی خدمت میں مصروف ہے اور امت محمدیہ کو جو خیر الامم اور خیر الرسل کے دامن سے وابستہ ہے دائمی خلافت کا وعدہ نہ کہ صرف تیس برس تک۔ تفصیلی بحث۔ ص ۳۴۲

۱۹ - اس سوال کا جواب کہ پہلے ہزارہا انبیاء ہو چکے معجزات بھی بکثرت ہوئے اس لئے اس امت کو خوارق اور کرامات اور برکات کی کچھ ضرورت نہیں ص ۳۴۴

۲۰ - اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم میں انبیاء کے انعامات حاصل کرنے کی دعا سکھلائی گئی اور خدا تعالیٰ اس امت کو ظلی طور پر تمام انبیاء کا وارث ٹھہراتا ہے تا انبیاء کا وجود ظلی طور پر ہمیشہ باقی رہے۔ ص ۳۵۲

۲۱ - والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا میں خدا تعالیٰ کی راہوں سے مراد وہی ہیں جو انبیاء کو دکھائی گئی تھیں۔ ص ۳۵۲

۲۲ - تفسیر آیت حدب ینسلون۔ حدب کے معنے زمین بلند اور نسل کے معنے ہیں سبقت لیجانا اور دوڑنا۔ یہی علامت پادریوں کے اس گروہ پُر فتن کی ہے جس کا نام دجال معہود ہے۔ ص ۳۶۲

ج

جلسہ۔

التوائے جلسہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۳ء کی وجوہات۔ جلسہ کا مدعا۔ جماعت کے بعض لوگوں میں وہ نیک اثر جو اس جلسہ سے مقصود تھا ظاہر نہیں ہوا۔ اور جماعت کو دیگر نصائح اور یہ کہ آپ کس قسم کی جماعت چاہتے ہیں اور یہ جلسہ میلوں کی طرح نہیں وغیرہ۔ ص ۳۹۴-۴۰۰

ح

حدیث جمع احادیث

۱ - حدیث کا مقام اور اسکی ضرورت

(الف) حدیث سے انکار کا پہلا اثر دین و ایمان کا تباہ ہونا ہے۔ مثلاً نماز کی رکعات۔ زکوٰۃ کی تفاصیل اسی طرح ہزارہا جزئیات جو عبادات اور معاملات سے تعلق رکھتی ہیں اور خلفائے اربعہ اور انکا صحابہ ہونا اور کئی تاریخی امور جن کا قرآن کریم میں نام و نشان نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح وغیرہ کا اس سے انکار لازم آتا ہے۔ ص ۳۰۰-۳۰۱

(ب) احادیث کا سلسلہ صرف ایک دو آدمی کا بیان نہیں بلکہ احادیث کا سلسلہ تعامل کے سلسلہ کی ایک فرع اور اطراد بعد الوقوع کے طور پر ہے۔ مثلاً محدثین نے دیکھا کہ کروڑہا آدمی مغرب کے فرض تین رکعات اور فجر کے دو رکعات پڑھتے ہیں۔ اس طرز عبادت کو دیکھ کر محدثین کو شوق پیدا ہوا کہ اس وضع نماز کا سلسلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاویں۔ پس یقین کے بہم پہنچانے کے لئے تعامل قومی کا سلسلہ نہایت تسلی بخش نمونہ ہے۔ پس اکثر حصے احادیث کے جس کا مددگار سلسلہ تعامل ہے احاد کے نام سے یاد کرنا بڑی غلطی ہے۔ کتب احادیث سے پہلے کیا مسلمان بے دین چلے آتے تھے؟ ص ۳۰۱-۳۰۲

(ج) حدیث لیترکن القلاص فلا یسعیٰ علیھا

میں مسیح موعود کے زمانہ میں اونٹنی کی سواری کے موقوف ہوجانے کی پیشگوئی ہے۔ ص ۳۰۸

(د) من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ۔ ص ۳۳۶

(ھ) ھذا خلیفۃ اللہ المھدی۔[1] ص ۳۳۶

خ

خلافت

۱۔ خلیفہ اور خلفاء دیکھو زیر "تفسیر آیت استخلاف"

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسے مصلحین مجددین خلفاء کے آنے کی ضرورت پر سات دلائل جو انبیاء کے کاموں میں سے دین حق کی طرف دعوت اور بدعات کو دور کریں۔ آسمانی روشنی پاکر دین کی صداقت دکھلاویں اور اپنے پاک نمونہ سے لوگوں کو کھینچیں۔ ص ۳۴۴ – ۳۵۵

پہلی دلیل۔ چونکہ امور ایمانیہ نہایت دقیق اور احکام الٰہی مخالف جذبات نفس ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاک نبی جو شریعت اور کتاب لے کر آتے اور اپنے نفس میں تاثیر اور قوت قدسیہ رکھتے ہیں یا تو وہ اتنی لمبی عمر پاویں کہ ہر صدی میں اپنی تمام امت کو صحبت سے شرف بخشیں۔ ورنہ ان کے وارث جو ان کے کمالات کو اپنے اندر رکھتے ہیں ان کی اصلاح اور تربیت کریں۔ ص ۳۴۵-۳۴۷

دوسری دلیل۔ کونوا مع الصادقین دوام وجود صادقین کو مستلزم ہے۔ ص ۳۴۷

تیسری دلیل۔ قرآن کی معنوی حفاظت مطابق آیت انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون بحیثیت ذکر کے قرآن ہمیشہ محفوظ رہیگا اور اس کے حقیقی ذاکر ہمیشہ پیدا ہوتے رہینگے۔ ص ۳۵۰

چوتھی دلیل۔ کتب الٰہی کی دائمی تعلیم اور تفہیم کے لئے ضروری ہے کہ ہمیشہ انبیاء کی طرح وقتاً فوقتاً ملہم اور مکلم اور صاحب علم لدنی پیدا

---

[1] حضور علیہ السلام نے اس حدیث کو صحیح بخاری کی حدیث قرار دیا ہے۔ لیکن جو مطبوعہ نسخے ہمارے پاس ہیں ان میں یہ حدیث موجود نہیں۔ ممکن ہے صحیح بخاری کے کسی قلمی نسخے میں پائی گئی ہو۔ یا حضورؑ نے کسی بزرگ کی کتاب میں اس حدیث کا ماخذ بخاری لکھا پڑھا ہو۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ علامہ سعد الدین تفتازانیؒ نے توضیح شرح تلویح جلد ۱ ص ۲۱ میں حدیث تکثر لکم الاحادیث بعدی کو صحیح بخاری کی حدیث قرار دیا ہے حالانکہ یہ حدیث بھی بخاری کے مطبوعہ نسخوں میں موجود نہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ سہواً ایسا لکھا گیا ہو۔ جیسا کہ علامہ ابن الربیع نے کیا جب کہا کہ حدیث خیر السودان ثلاثۃ لقمان وبلال ومہجع مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں واثلہ بن الاسقع سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ امام ملا علی قاریؒ اپنی کتاب موضوعات کبیر میں یہ ذکر کرکے لکھتے ہیں کہ اسکو بخاری کی حدیث قرار دینا سہواً ہے اما من الناقل او من المصنف فان الحدیث لیس فی البخاری اور یہ سہو یا تو ناقل کو یا خود مصنف کو ہوا ہے کیونکہ حدیث صحیح بخاری میں نہیں۔ اور ایسا سہو ہوجانا نبیوں سے بھی ممکن ہے۔ خود آنحضرت صلعم فرماتے ہیں انما انا بشر انسی کما تنسون (نسائی اور ابن ماجہ) کہ میں بھی ایک بشر ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں۔ اس صورت میں یہ مصنف کی سبقت قلم ہوگی ورنہ آپ ازالہ اوہام ص ۵۱۸ جلد اول میں فرما چکے ہیں کہ امام بخاری اور مسلم نے مہدی کی خبروں میں ضعف پائے جانے کی وجہ سے انکو نہیں لیا۔ اور یہ حدیث صحاح ستہ کی کتاب ابن ماجہ میں موجود ہے اور حاکم نے اس کو ذکر کرکے اس کو صحیح علی شرط الشیخین لکھا ہے۔ یعنی یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرائط کے مطابق بھی صحیح ہے اور یہ حدیث متقدمین کی اور بہت سی کتابوں میں بھی درج ہے۔ منہ

ہوتے رہیں ۔ آیت واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض سے استدلال ۔ ص ۳۵۱

پانچویں دلیل آیت استخلاف ہے جس میں امت کے لئے خلافت دائمی کا وعدہ ہے ۔ یہ نہیں کہ صرف تیس برس تک ہوگی اور موسوی خلفاء سے تشبیہ دینے کے یہی معنے ہیں ۔

تیس برس تک خلافت ماننے والوں کی تردید ص ۳۵۲-۳۵۳

چھٹی دلیل آیت ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون سے ثابت ہے کہ اسلامی خلافت دائمی ہے ۔ ص ۳۵۴

ساتویں دلیل خدا نے امت محمدیہ میں خلیفہ پیدا کرنے کے لئے موسوی سلسلہ میں خلفاء کی مثال دی ہے ۔ اور حضرت موسیٰؑ کے بعد چودہ سو برس تک اس سلسلہ کو لمبا کیا ۔ اگر امت محمدیہ میں خلافت تیس برس تک ہے تو آنحضرت صلعم کے لئے کان فضل اللہ علیک عظیما اور امت کے لئے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کے کیا معنے ہوئے ۔ ص ۳۵۴-۳۵۵

خلافت ہمیشہ قیامت تک روحانی زندگی اور باطنی بینائی جو غیر مذاہب والوں کی اپنی طرف دعوت دینے کے لئے ضروری ہے اس کو دوسرے لفظوں میں خلافت کہتے ہیں ۔ ص ۳۵۶

خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں ۔ اور رسول کا جانشین حقیقی طور پر وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہے ۔ پس رسولوں کے وجود کو جو سب سے انفع اور اشرف ہیں ہمیشہ باقی رکھنے کے لئے خلافت کا سلسلہ جاری کیا ۔ ص ۳۵۲-۳۵۴

د

دابۃ الارض

یعنی ایسے واعظ جن میں آسمانی نور کا ایک ذرہ بھی نہیں اور زمینی کیڑے ہیں ۔ اعمال ان کے دجال کے ساتھ ہیں اور زبانیں اسلام کے ساتھ ۔ ص ۳۲۱

دجّال

(ا) دجّال کے دعویٰ نبوت اور دعویٰ الوہیت سے مراد پادریوں کا نبیوں کی کتابوں میں بے جا دخل اور خدائی کاموں میں حد سے زیادہ دخل دینا ہے ۔ اور اسکی تفصیل ۔ ص ۳۱۶-۳۱۷

(ب) دجال کا گدھا بابین اذنیہ ستر باع کا فاصلہ ریلوں کی گاڑیوں سے بطور اغلب اکثر بالکل مطابق آتا ہے ۔ ص ۳۱۷

(ج) امواج فتن سے وہ دجالیت مراد ہے جو حدیثوں میں دجال معہود کے نام سے بیان ہوئی ہے ۔ دجال معہود اور مسیح موعود کے الفاظ قرآن میں موجود نہیں بلکہ بجائے دجّال کے نصاریٰ کی پُرفتن کارروائیوں کا ذکر اور نفخ صور سے مسیح موعود کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ۔ ص ۳۶۰

ر

رسول جمع رُسل

کثرت ارسال رُسل کی اصل وجہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی سچی کتاب کے انکار کی سزا جہنم تھی ۔ دوسری طرف

مسئلہ نبوت و وحی الٰہی نہایت دقیق تھا۔ اس لئے
اللہ تعالیٰ رحمٰن و رحیم نے اُن پر اتمام حجّت
کرنے کے لئے دائمی خلیفوں کا وعدہ دیا۔ اور
اسکی تفصیل۔ ص ۳۴۲

ش

شق القمر

شق القمر کا معجزہ ایک نشان تھا۔ لیکن ساتھ
اس کے قیامت کا قصہ چھیڑ دیا گیا جس کی وجہ سے
بعض نادان قرینوں کو نظر انداز کر کے کہتے ہیں کہ
شق القمر وقوع میں نہیں آیا۔ بلکہ قیامت کو ہوگا
ص ۳۱۱ حاشیہ

ص

صادق

صادق بندے وہ ہیں جنہوں نے صدق کو علیٰ وجہ البصیرت
شناخت کیا۔ اور پھر اس پر دل و جان سے قائم
ہو گئے۔ اور صادق حقیقی انبیاء۔ رُسل محدث اور
اولیاء کاملین مکملین ہیں جن پر آسمانی روشنی پڑی
ص ۴۴۷

صُور

(ا)۔ آیت ونفخ فی الصور میں صور پھونکنے
سے اسجگہ یہ اشارہ ہے کہ اس وقت عادت اللہ
کے موافق خدا تعالیٰ کی طرف سے آسمانی تائیدوں
کے ساتھ کوئی مصلح پیدا ہوگا۔ اور اس کے
دل میں زندگی کی روح پھونکی جائیگی اور
وہ زندگی دوسروں میں سرایت کرے گی۔
ص ۳۱۱-۳۱۲

(ب) صُور کا لفظ ہمیشہ عظیم الشان تبدیلیوں
کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ گویا جب خدا تعالیٰ
اپنی مخلوق کو ایک صورت سے منتقل کر کے
دوسری صورت میں لاتا ہے تو تغیر صُور کے
وقت کو نفخ صُور سے تعبیر کرتے ہیں۔
ص ۳۱۲

(ج) خدا تعالیٰ نے صاف لفظوں میں فرمادیا ہے
کہ لڑائیوں اور مباحثات کے شور اُٹھنے کے
وقت نفخ صُور ہوگا۔ تب سعید لوگ ایک
ہی مذہب پر جمع کئے جائیں گے۔ ص ۳۲۱

(د) نفخ کی دو قسمیں۔ نفخ اضلال اور نفخ ہدایت
ص ۳۲۱

(ھ) عیسائی واعظوں کی دجالیت کے فتن اُٹھنے
کے وقت نفخ صُور کی بشارت دی گئی ہے۔
یعنی کسی مہدی اور مجدد کو بھیجکر ہدایت کی صُور
پھونکی جائے گی۔ کیونکہ روحانی احیاء اور
اماتت بھی نفخ صور کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔
ص ۳۶۰

(و) نفخ صُور میں یہ اشارہ ہے کہ مسیح موعود ارضی
اور زمینی ہتھیاروں کے ساتھ ظاہر نہیں ہوگا۔
بلکہ آسمانی نفخ پر اس کے اقبال اور عروج کا
مدار ہوگا اور پر حکمت کلمات اور آسمانی نشانوں
سے لوگوں کو حق کی طرف کھینچے گا۔ ص ۳۶۰

ع

عبد الحق غزنوی

عبد الحق غزنوی جس نے بمقام امرتسر ہم سے مباہلہ
کیا تھا ہم نے اُس کی موت کے لئے بددعا نہیں کی
تھی۔ ص ۳۷۲

عطا محمد

ا۔ عطا محمد وفاتِ مسیح کا قائل اور امتِ محمدیہ سے مسیح کے آنے کا منکر تھا۔ اُس کے مطبوعہ خط کے جواب میں یہ رسالہ "شہادت القرآن" حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تالیف فرمایا۔ ص ۱

(ب) اگر اس رسالہ کے پڑھنے سے ان کی تسلّی نہ ہو اور نشان چاہیں تو میں اللہ تعالیٰ سے اُن کے بارے میں توجہ کروں گا۔ چاہیئے کہ وہ اپنے اشتہار میں مجھے عام اجازت دیں کہ جس طور سے میں اُن کے حق میں الہام پاؤں اُس کو شائع کرا دوں۔ ص ۳۷۱

(ج) مسٹر عبداللہ آتھم کو جب پیشگوئی سُنائی گئی تو میاں عطا محمد نے میری فرودگاہ پر آ کر بیان کیا کہ ایک ڈاکٹر نے میری موت کی خبر دی تھی لیکن جب میں فوت نہ ہوا تو ڈاکٹر کے پاس گیا۔ اور اُس کے دریافت کرنے پر کہا کہ میں وہی عطا محمد ہوں جس کے مرنے کی آپ نے پیشگوئی کی تھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ آسمانی روشنی سے آپ بکلّی بے خبر ہیں۔ اور آپ کے خدا پر ایمان کا اندازہ بھی اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ ص ۳۷۷

ق

قرآن کریم

۱۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتا وہ قرآن کو بھی نہیں پہچان سکتا۔ ص ۳۴۷

۲۔ قرآن مجید ہدایت کے لئے نازل ہوا ہے مگر قرآن مجید کی ہدایتیں اُس شخص کے وجود کے ساتھ وابستہ ہیں جس پر قرآن نازل ہوا۔ یا وہ شخص جو منجانب اللہ اُس کا قائم مقام ٹھہرا اگر قرآن اکیلا ہی کافی ہوتا تو قرآن لکھا لکھایا آسمان سے نازل ہو جاتا۔ لیکن آیت و یعلمہم الکتٰب والحکمۃ اور آیت لا یمسّہٗ الا المطہرون سے ایسے معلّم کی ضرورت ثابت ہوتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پاک کیا ہو۔ ص ۳۴۷-۳۴۸

۳۔ اس اعتراض کا کہ جب ابتدائے زمانہ میں ایک معلّم آ گیا اور مشکلات حل ہو گئیں تو اب معلّم کی کیا ضرورت ہے جواب یہ ہے کہ حل شدہ باتیں بھی ایک مدت کے بعد پھر قابلِ حل ہو جاتی ہیں۔ پھر ہر زمانہ میں نئی مشکلات بھی پیش آ جاتی ہیں۔ ص ۳۴۸

۴۔ قرآن مجید کے نئے معلّموں کی اس لئے بھی ضرورت ہے کہ بعض حصّے تعلیم قرآن شریف کے از قبیلِ حال ہیں نہ از قبیل قال۔ اور اس حصّہ کو وہی لوگ دل نشین کرا سکتے ہیں جو صاحبِ حال ہوں اور اس کی تفصیل۔ ص ۳۴۸-۳۵۱

۵۔ حفاظتِ قرآن سے مراد صرف الفاظ کی حفاظت ہی نہیں بلکہ اس کے بحیثیت ذکر ہونے کے

قیامت تک محفوظ رہنا بھی ہے۔ اور یہ کہ اُس کے حقیقی ذاکر ہمیشہ پیدا ہوتے رہینگے جیسا کہ آیت بل ھو اٰیات بیّنات فی صدور الذین اوتوا العلم سے ظاہر ہے پس قرآن سینوں سے محو نہیں کیا جائیگا جیسا کہ تورات اور انجیل یہود اور نصاریٰ کے سینوں سے محو ہو گئی۔ صـ ۳۵۰-۳۵۱

ل

لیلۃ القدر

علاوہ متبرک رات کے جو مسلّمہ قوم ہیں۔ لیلۃ القدر وہ زمانہ بھی ہے جب دُنیا میں ظلمت پھیل جاتی ہے اور وہ تاریکی آسمان سے نُور کے نزول کا تقاضا کرتی ہے۔ صـ ۳۱۳

م

مباہلہ

ہمارا مدعا مباہلہ سے یہی تھا اور اب تک یہی ہے کہ آسمانی نشانیاں اس عاجز کی تائید میں عام طور پر ظاہر ہوں۔ اور مخالف مباہل کی ذلت ورسوائی کے لئے اتنا ہی کافی ہوگا کہ اللہ تعالےٰ ہر ایک مقام میں ہماری فتح ظاہر کرے۔ اور ہم نے کسی مباہلہ میں کسی دشمن پر عذاب نازل ہونا نہیں چاہا۔ صـ ۳۷۲

مجدد دین

ا۔ مجددِ وقت اُن قوتوں اور ملکات اور کمالات کے ساتھ آتا ہے جو موجودہ مفاسد کی اصلاح کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔ صـ ۳۴۲

(ب) مجدّد گُم شدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں۔ صـ ۳۴۴

(ج) مجدّدوں کا آنا بھی وعدہ استخلاف میں داخل اور اُن پر ایمان لانا فرض ہے۔ ومن کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفاسقون کے مطابق ان کا منکر فاسق ہے۔ صـ ۳۴۴

(د) مجدّدین جو روحانی معلّم ہوتے ہیں۔ وہ وارث رُسل اور ظلی طور پر رسولوں کے کمالات پاتے ہیں۔ اور جس مجدّد کی کاروائیاں کسی ایک رسول کی منصبی کارروائیوں سے شدید مشابہت رکھتی ہیں وہ عند اللہ اُسی رسول کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ صـ ۳۴۸

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(ا) خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے۔ صـ ۳۲۴

(ب) تائیدی آیات ثلّۃ من الاوّلین و ثلّۃ من الاٰخرین و آیت استخلاف۔ صـ ۳۲۴

(ابو سعید) محمد حسین بٹالوی

(ا) اُس کا اور اُس کی جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ خونخوار مہدی آئے گا۔ اسی طرح مسیح آسمان سے خون بہانے کے لئے آئیں گے جو غلط اور کتاب اللہ کے مخالف ہے۔ صـ ۳۸۱

(ب) میری نسبت اپنی سخت دشمنیوں کی وجہ سے
گورنمنٹ کو مجھ سے بدظن کرانے کے لئے
خلاف واقعہ باتیں لکھتا ہے۔ اور حسد ذاتی
کی وجہ سے کہتا ہے کہ یہ عاجز گورنمنٹ کا
سچا خیر خواہ نہیں۔ ص ۳۸۲

(ج) گورنمنٹ کو بعد از تحقیق اگر اس کا دعویٰ
غلط نکلے تو جس قدر مناسب ہو قانونی سزا
کا اُسے مزہ چکھادے۔ پادری عماد الدین وغیرہ
بھی ایسا کرتے ہیں۔ لیکن یہ باعث ناواقفیت
اور لاعلاج تعصب کے کسی قدر معذور بھی
ہیں۔ اس شخص کی تحریرات ۹۳-۱۸۹۲ء
کا اُس کی اُن تحریرات سے جو اس نے ۱۸۸۴ء
میں "اشاعۃ السنہ" میں شائع کی تھیں مقابلہ
کرکے دیکھ لیا جائے تو کیا یہ شخص منافق حق پوش
اور دورنگی اختیار کرنے والا ظاہر نہیں ہوتا!

۱۸۸۴ء کے مضمون مندرجہ اشاعۃ السنہ
نمبر ۹ جلد ۷ کی نقل زیر عنوان "پولیٹیکل نکتہ چینی
کا جواب" جس میں خاندان مسیح موعودؑ کی
اُن خدمات کا ذکر ہے جو اُس نے گورنمنٹ
برطانیہ کی کی تھیں اور یہ کہ مؤلف براہین احمدیہ
بھی گورنمنٹ کا خیر خواہ ہے اور ہرگز مخالف
نہیں۔ ص ۳۸۳-۳۹۴

مسیح موعودؑ

۱۔ آمد مسیح موعود کی خبر کے متواتر اور یقینی ہونے
کا ثبوت۔ قریباً تمام مسلمانوں کا اِس پر اتفاق
ہونا اور سُنّی اور شیعہ کی کُتب احادیث اور
متصوفین کی کُتب میں اس کا ذکر بتاتا ہے
کہ ضرور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود
کے آنے کی خبر دی ہے۔ علاوہ ازیں نصاریٰ
کی کُتب میں بھی نزول مسیح کی پیشگوئی موجود
ہے۔ ص ۲۹۸

۲۔ مسیح موعود کے آنے کی خبر ائمہ حدیث نے
صرف چند راویوں کی بناء پر نہیں لکھی بلکہ
یہ پیشگوئی عقیدہ کے طور پر مسلمانوں میں
چلی آئی ہے۔ ائمہ نے جب اس کو کروڑہا
مسلمانوں میں مشہور اور زبان زد پایا تو
ائمہ نے اس قولی تعامل کے لئے کوشش کرکے
روایتی سند کو پیدا کیا۔ ص ۳۰۴-۳۰۵

۳۔ ظہور مسیح موعود کی پیشگوئی کے علاوہ احادیث
کی دوسری پیشگوئیاں جو پوری ہو چکی ہیں۔
ص ۳۰۵-۳۰۶

۴۔ مسیح موعود کے زمانہ اور اس کے کام کے
متعلق پیشگوئیاں۔ ص ۳۰۷

۵۔ مسیح موعود کا ذکر قرآن مجید میں۔
قرآن کریم میں یقینی اور قطعی طور پر ایک
ایسے مصلح کی خبر موجود ہے جس کا دوسرے لفظوں
میں مسیح موعود نام ہے۔ مع آیات قرآنیہ۔
ص ۳۰۹-۳۱۱

۶۔ مسیح نام رکھنے میں حکمت۔
چونکہ فتنہ کی بناء نصاریٰ کی طرف سے ہوگی

اس لئے آنے والے کا نام مسیح اور عیسیٰ رکھا دوسری حکمت یہ تھی کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا بنایا۔ پس خدا تعالیٰ کی غیرت نے چاہا کہ اسی امت میں سے عیسیٰ بن مریم کے نام پر مسیح موعود کو بھیجکر کرشمۂ قدرت دکھلا دے۔ صـ ۳۱۲

۷۔ مسیح موعود کے زمانہ یعنی آخری زمانہ کی نشانیاں جو سورۃ الزلزال میں بیان کی گئی ہیں۔ صـ ۳۱۴

(ا)۔ سورۃ الزلزال میں مذکورہ تغیرات اور فتن اور زلازل ہمارے زمانہ میں قوم نصاریٰ سے ہی ظہور میں آئے۔ اس لئے یہی قوم وہ آخری قوم ہے جس کے ہاتھوں سے طرح طرح کے فتنوں کا پھیلنا مقدّر تھا۔ صـ ۳۱۶

(ب) بعض ایجادات اور صناعات کو بطور نمونہ کے بیان فرمایا ہے۔ واذا الارض مدّت والقت مافیہا وتخلت۔ صـ ۳۱۷ و صـ ۳۲۰

۸۔ مسیح موعود کے زمانہ یعنی آخری زمانہ کی گیارہ علامات کا ذکر۔ اور بارھویں علامت مسیح موعود کا پیدا ہونا جس کو کلام الٰہی میں نفخ صور کے استعارہ میں بیان کیا گیا ہے۔ صـ ۳۲۱

۹۔ ظہور مسیح موعود کے متعلق پیشگوئی

(ا)۔ آیت انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً۔ کَمَا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مثیلِ موسیٰ ہونا ظاہر ہے۔ اس جگہ مماثلت تامہ مراد ہے جس کی جزوں میں سے ایک جز بطور اکرام و انعام خلافت ظاہری و باطنی کا ایک لمبا سلسلہ اُن کی شریعت میں رکھ دیا۔ جو قریباً چودہ سو برس تک ممتد ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اس کا خاتمہ ہُوا۔ آیات قرآنیہ۔ صـ ۳۲۲-۳۲۳ و صـ ۳۴۰

(ب) جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قریباً چودہ سو برس بعد حضرت مسیح آئے۔ اسی طرح مسیح موعود امت محمدیہ نے بھی چودھویں صدی کے سر پر ظہور کیا۔ اور مرسل ہونے میں نبی اور محدث ایک ہی منصب رکھتے ہیں۔ اسی لئے تفینا من بعدہٖ بالانبیاء نہیں بلکہ بالرسل فرمایا۔ صـ ۳۲۳ و صـ ۳۵۶ و صـ ۳۵۹ و صـ ۳۷۴

۱۰۔ مسلمان عوام اور علماء کی حالت کا یہود کے عوام اور علماء کی اس حالت کے مشابہ ہونا جو حضرت عیسیٰؑ کے وقت تھی سیاسی اور مذہبی لحاظ سے۔ اور اس کی تفصیل۔ صـ ۳۵۶ و صـ ۳۵۹ و صـ ۳۷۴

۱۱۔ آیت من کل حدب ینسلون میں قوم نصاریٰ کے فرقہ یاجوج ماجوج کے متعلق پیشگوئی ہے

کہ اُن کو غلبہ ہوگا۔ یہاں تک کہ اسلام کی سلطنت برائے نام رہ جائیگی۔ اور یہ پیشگوئی تورات کی پیشگوئی کے مطابق ہے جو تورات میں اسرائیلی زوال کے متعلق کی گئی ہے اور پھر سیلا کے آنے کی بشارت دی گئی ہے۔ اور قرآن میں نفخ صُور سے۔ صفحہ ۳۵۹-۳۶۰

نیز دیکھو "صُور"

۱۲ - قرآن مجید میں ایک جگہ "رُسل" کے لفظ کے ساتھ بھی مسیح موعود کی طرف اشارہ ہے، اور اس سوال کا جواب کہ جو الفاظ حدیث میں آئے ہیں۔ انہی الفاظ میں قرآن میں کیوں ذکر نہیں آیا۔ وفاتِ مسیح۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء اور مسلمانوں کے تشابہ بالیہود اور دیگر علامات زمانہ مسیح موعود کا ذکر۔ صفحہ ۳۶۱-۳۶۲

۱۳ - مسیح موعودؑ کی صداقت کے دلائل کہ مسیح موعود آپ ہی ہیں۔

(الف) قرآنی دلائل تو وہی ہیں جو زمانہ مسیح موعود کی علامات اور خلفاء و مجدّدین کے امت محمدیہ میں آنے کی ضرورت اور ضرورت زمانہ وغیرہ کے متعلق قرآن مجید و احادیث سے بیان ہو چکے ہیں۔ صفحہ ۳۶۶ و ۳۷۲-۳۷۳

(ب) خاص طور کے دلائل کے لئے صبر کرنا چاہیئے تا خود خدا تعالےٰ اپنے بندے کی تائید آسمانی نشانات اور برکات کے ساتھ کرے جیسا کہ خدا تعالیٰ ابتداء سے صادق بندوں کی تائید کرتا چلا آیا ہے۔ صفحہ ۳۶۶-۳۶۷

(ج) مسیح ناصری کے ماننے میں یہود کو مشکلات پیش آئیں۔ پہلی کتابوں میں لکھا تھا کہ مسیح بادشاہ ہوگا اور اُس کے آنے سے یہودیوں کے ایام اقبال عود کرینگے اور سلطنت رومیہ سے لڑ کر اسرائیل کی بادشاہت پھر قائم کرے گا اور یہ بھی لکھا تھا کہ اس کے آنے سے پہلے ایلیاہ آسمان سے نازل ہوگا۔ مگر ان میں سے کوئی بات بھی نہ ہوئی۔ مگر خدا تعالیٰ نے بہت سے نشانوں کے ساتھ اُس کا صادق ہونا ظاہر کر دیا۔ صفحہ ۳۶۷

(د) اگر یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اُسی کی طرف سے وہ کلام ہے جو مجھکو الہام ہوتا ہے تو مَیں ہرگز ہلاک اور ضائع نہیں ہونگا۔ بلکہ خدا تعالےٰ نے میرے مخالف کو جو میرے مقابل پر اُٹھیگا ہلاک کریگا۔ صفحہ ۳۶۸

(ھ) مسیح موعود کے لفظ سے تعجب کی کوئی وجہ نہیں۔ سُنت اللہ اور قانون قدرت سے یہی ثابت ہے کہ وجودِ بنی آدم دَوری ہے اور اس دُنیا میں بعض بعض کے شبیہہ پیدا ہوتے ہیں اور اس کی تفصیل صفحہ ۳۶۸-۳۶۹

(و) آج کی تاریخ ۲۲ ستمبر ۱۸۹۳ء تک اس عاجز سے

تین ہزار سے کچھ زائد تک ایسے نشان ظاہر ہو چکے ہیں جن کے صدہا آدمی گواہ ہیں۔ ص ۳۶۹

(ز) سولہ ہزار کے قریب دعوتِ اسلام پر مشتمل اشتہارات یورپ اور دیگر ممالک میں مذہبی لیڈروں کو بھیجے جن میں اسلام کی صداقت پر ایک سال کے اندر نشان دکھانے کا دعوٰی تھا۔ اگر خدا تعالیٰ کی نصرت پر یقین نہ ہوتا اور ذاتی تجربہ نہ ہوتا تو سارے جہان کا مقابلہ نہ کر سکتا۔ ص ۳۶۹-۳۷۰

(ح) پھر پارلیمنٹ لنڈن اور شہزادہ ولیعہد ملکہ معظمہ اور شہزادہ بسمارک کو بھی اشتہارات اور خطوط بھیجے۔ ص ۳۷۱

(ط) ایک دلیل اس عاجز کی صداقت کی یہ بھی ہے۔

(ی) اگر الہام الٰہی نہ ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ مسیح موعود کے دعویٰ کرنے سے دس بلکہ بارہ برس پہلے اس دعویٰ کے مؤید متواتر الہامات اپنی طرف سے شائع کئے جاتے براہین احمدیہ کے بعض الہامات کا ذکر۔ اور یہ کہ خدا تعالیٰ مفتری کی مدد نہیں کیا کرتا بلکہ مفتری جلد ہلاک ہو جاتا ہے۔
ص ۳۷۱-۳۷۲

(ب) مخالفوں نے اس عاجز پر نزولِ عذاب کے لئے ہزارہا دُعائیں کیں۔ اور اپنے مباہلہ میں بھی اس عاجز پر عذاب نازل ہونا چاہا مگر بجز رسوائی اور ذلت کے اُن کو کچھ بھی نصیب نہ ہُوا۔ ص ۳۷۲

۱۴۔ مسیح موعود کے چودھویں صدی میں ظہور کے دلائل

۱۔ حدیث عیسیٰ عند منارۃ دمشق کے لفظ سے چودہ سَو کا عدد مفہوم ہوتا ہے اور "آخرین منہم لما یلحقوا بہم" کے عدد ۱۲۷۵ نکلتے ہیں اور بعض بندگانِ خدا نے الہام پاکر اس کے ظہور سے پہلے آنے کی خبر دی۔ اور کہا کہ اصل عیسیٰ فوت ہوچکا ہے۔ اور بہت سے صاحب مکاشفات نے چودھویں صدی کو مسیح موعود کے آنے کا زمانہ قرار دیا۔ ص ۳۷۵

۱۵۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین پیشگوئیوں کا ذکر۔ دیکھو "پیشگوئیاں"

۱۶۔ مصلح نبی یا رسول یا مجدد کے آنے کے وقت آسمان سے ایک انتشارِ نورانیت ہوتا ہے۔ تب دنیا خود بخود بشرطِ استعداد نیکی اور سعادت کے طریقوں کی طرف رغبت کرتی ہے اور اُس میں ایک حرکت پیدا ہوجاتی ہے۔ اور اس کی تفصیل اور سورۃ القدر کی لطیف تفسیر۔ ص ۳۱۲-۳۱۴

۱۷۔ معجزاتِ عیسیٰ۔ ہم معجزاتِ مسیح سے منکر نہیں۔ بعض معجزات اُن سے بھی ظہور میں آئے ہیں۔ لیکن ایسا خیال کہ گویا وہ

کبھی خالق العالمین کی طرح پرندے پیدا کرتے اور مردے اُن کے ہاتھ رکھنے سے چلنے پھرنے لگتے اور وہ غیب دان بھی تھے اور یہ کہ وہ مع جسم کے آسمان پر موجود ہیں۔ ہم ان کے مخالف ہیں۔

اور خلق طیر کی حقیقت یہ ہے کہ وہ نبی کی رُوح کی سرایت سے پرواز کرتے تھے ورنہ حقیقی خالقیت کے ماننے سے عظیم الشان فساد اور شرک لازم آتا ہے۔ تمام دنیا مکھی بنانا چاہے تو نہیں بنا سکتی۔ اس سے تشابہ فی الخلق لازم آتا ہے۔ حاشیہ ص ۲۴۲-۲۴۷

ن

نبی جمع انبیاء

(ا)۔ وہ نبی جو موسیٰؑ کے بعد آئے وہ صرف تورات کے خادم تھے۔ وہ کوئی نئی کتاب نہ لائے۔ ص ۳۴۲

(ب) خدا تعالیٰ کے مقبول بندوں میں سے سب سے زیادہ اعلیٰ مرتبہ پر وہ لوگ ہیں جنکا نام نبی یا رسول ہے۔ بیشک وہ خدا تعالیٰ کے پیارے اور مقبول ہیں۔ نہایت درجہ کے عزت دار وہ خدا میں کھوئے گئے اور اسی کا روپ بن گئے لیکن نہ وہ خدا ہیں اور نہ خدا کے بیٹے۔ ص ۳۷۹

نشان۔ آسمانی نشان وہ چیز ہے جس سے بڑی بڑی نبوتیں ثابت ہوگئیں۔ رسالتیں اور کتابوں کا خدا تعالیٰ کا کلام ہونا ثابت ہوگیا۔ ص ۳۶۷

ہ

ہدایت اللہ۔ جسنے حضرت مسیح موعودؑ کو انکارِ معجزاتِ عیسوی کا الزام دیکر ایک رسالہ شائع کیا جسکا حضرت مسیح موعودؑ نے جواب دیا کہ میں حضرت مسیح علیہ السلام صاحب کے معجزات ہونے سے انکار نہیں بیشک ان سے بھی بعض معجزات ظہور میں آئے ہیں ص ۳۷۳

مرتب

خاکسار جلال الدین شمس